موعظہ تحریف قرآن

موعظہ تقیہ

# اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ

سلسلہ اشاعت نمبر ۶

لاہور کی خارجی انجمن کے نمبر ۵ پمفلٹ کے عنوان "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے یا ہو سکتا ہے" کے جواب میں (۲۶) فروری ۱۹۲۳ء کو امام بارہ خواجگان نارووالی لاہور محلہ چہل بیبیاں میں

اعلیٰحضرت رئیس الشیعہ مدار الشریعۃ حجۃ الاسلام نائب امام سلطان المحدثین صدر المفسرین محی الملت والدین سرکار شریعتمدار علامہ السید علی الحائری مجتہد العصر والزمان دام ظلہ

نے سنیوں کی معتمد کتابوں سے سنیوں کا تمام اقسام تحریف اور اغلاط قرآن کا قائل ہونا اور شیعوں کا موجودہ قرآن کو ہر طرح مکمل اور غیر محرف ماننا۔ براہین باہرہ ساطعہ اور قرائین قاہرہ قاطعہ سے پانچہزار کے مجمع عام میں ثابت کیا۔ کہ جس سے لاہوری خوارج کی رگ خارجیت ایسی طرح کٹ گئی۔ کہ ہنگامہ آرائی کی قیامت تک اب انہیں جرأت ہی پیدا نہ ہو سکیگی۔ اثنار وعظ میں کئی سنی شیعہ ہوئے

المسمّٰی بہ

# موعظۂ تحریف قرآن

مرتبہ

خاکسار سید محمد رضی الرضوی القمی محلہ شیعان موچی دروازہ لاہور

جسکو

استفادہ عام کی غرض سے شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور نے شائع کیا

بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء

خواب گراں سے چونکو ہندوستان والو! پستی میں کیوں پڑے ہو اونچے نشان والو!
کب تک یہ آہ و ذلت اے عز و شان والو! کب تک یہ خواب غفلت سونے کی کان والو!

خلد بریں سے جھونکے تم کو جگا رہے ہیں
رحمت کے آسماں سے پیغام آ رہے ہیں

اٹھ کر ذرا تو دیکھو دنیا کا رنگ کیا ہے رفتار کیا جہاں کی قوموں کا ڈھنگ کیا ہے
ہے حفظ وضع کیا شے ناموس و ننگ کیا ہے ایثار نفس کیا ہے قومی امنگ کیا ہے

قوموں کی ہو ترقی کا کچھ تو راز آخر الفت میں دیں کی کر دو دل کو گداز آخر

## پنجاب و ہندوستان میں شیعہ مشن کی ضرورت

ہندوستان کے تمام مذاہب پر نظر ڈالو تو کوئی بھی ایسا بدنصیب فرقہ نہ ملیگا جس نے اپنے مذہب کے تحفظ اشاعت کے لئے باقاعدہ مشن کا انتظام نہ کیا ہو۔ خاص کر آریوں قادیانیوں اور عیسائیوں کی جماعتوں پر نظر ڈالئے کہ انہوں نے روز افزوں کیا کچھ ترقی نہ کر لی یہ صرف انکے مشنریوں کی بدولت نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور ایک ہم ہیں جو اس ترقی و آزادی کے زمانہ میں خواب غفلت میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کر رہے ہیں افسوس صد افسوس اے قوم اے مستغنی قوم اٹھو خواب غفلت سے جلد بیدار ہو جاؤ اپنے دقیانوسی خیالات کو گلدستہ طاق نسیان بنا دو۔ اور ذرا دیکھو کہ دنیا بھر کی قومیں اپنے اپنے مذہب کی ترقی و بہبود کی باتیں ڈھونڈ رہی ہیں۔ اور تم بھی اپنے پراگندہ شیرازہ کو جمعیت خاطر سے ملا دو کیونکہ بغیر اس کے اس زمانہ حریت میں تمہیں غیر ترقی ... اگر ہے قومی ہمدردی تو اپنی عزت کا فکر ہو گی اپنی روحانیت کیوں ضائع ہو گئی۔ اٹھو نیند سے بیدار ہو جاؤ! غفلت کے پردوں کو سامنے سے ہٹا دو۔ آج بیرون پنجاب میں شیعہ مشنریوں کی از حد ضرورت ہے اس تھوڑے سے کام کو گزشتہ اس مقصد کو مد نظر رکھ کر مجلس منتظمہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے اور یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ چونکہ [illegible] سال سے لاہور میں قائم ہے جس نے تھوڑے عرصہ میں نمایاں ترقی کی ہے جو قابل داد ہے دینی امور کو انجام دینے کی وجہ سے مقبول عام کا فخر حاصل کر چکی ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ اس کے سلسلہ کو وسیع کیا جائے جو بیرون پنجاب میں بھی آزادانہ طور پر تبلیغ کر سکے۔ اہلیہ جملہ مومنین کی خدمت بابرکت میں مودبانہ عرض ہے کہ اس نیک اور احسن کام کو زیر نظر رکھ کر اپنی اور دیگر مومنین کی مکمل فہرست مرتب و روانہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ سالانہ چندہ صرف [illegible] اور داخلہ ممبری فری رہوگا پنجاب شیعہ مشن کے مقاصد کو مکمل اغراض و مقاصد مومنین کی فہرست کے نمبر ارسال کئے جائیں گے۔ میں اپنے حقیقی خداوند عالم قاضی الحاجات کی بارگاہ عالی میں دعا کرتا ہوں کہ بہت جلد وہ قادر مطلق اس کار خیر میں مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے اور آپ میں علوی ہمت بخشے آمین ثم آمین۔ یا رب العالمین۔

خادم الثقلین حکیم شیخ بہا حسین آنریری سکریٹری شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووال

باسمہٖ سبحانہٗ

# انعقادِ مجلسِ علمیہ

## متعلّقہ

## مسئلہ تحریفِ قرآن

التماس ہے کہ اس وعظ اور رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا سبب یہ ہُوا ہے کہ ہر چند اہلسنت جماعت صدیوں سے خلاف واقع شیعوں کو یہ طعن کرتے چلے آئے کہ شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔ شیعوں کا قرآن چالیس پاروں کا تھا۔ وغیرہ وغیرہ مگر امن پسند شیعوں نے ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیا۔ اور ہمسایہ قوم۔ سنیوں کے ان بیجر پوچ طعنوں اور تہمتوں کی طرف اس لئے توجہ نہیں کی۔ کہ مخالفین اسلام خاصکر آریوں کو اسلام اور مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ مگر جب لاہور کی ایک دشمن اسلام انجمن کی طرف سے سلسلہ اشاعت عدہ پمفلٹ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء جس کا نام اور عنوان ہی یہ رکھا گیا ہے کہ "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے یا ہو سکتا ہے۔" کسی عمر بٹ[۱] کے نام سے طبع و شائع ہُوا ہے اور

---

[۱] بٹ کشمیری زبان کا لفظ ہے اور ہندو کو کشمیری زبان میں بٹ کہتے ہیں۔ یہ معجزہ ہے کہ اس پمفلٹ کے مشتہر نے حق اور سچی بات کو خود ہی اپنی قلم سے لکھکر شائع کر دیا ہے (شاباش مرحبا) عمر بٹ صاحب ممدوح نے اگرچہ محض شیعوں کو رنج پہنچانے کی غرض سے ایسے پمفلٹ کے مشتہر کا نام عمر لکھا جسکا عنوان ہی شیعوں کا بے ایمان ہونا مرقوم ہے۔ مگر قدرت نے اس جھوٹ کی سزا فوراً ہی اس جھوٹے عمر کو یہ دی کہ اس کے اپنے ہی قلم سے عمر بٹ لکھا دیا جس سے شیعوں کو بے ایمان لکھکر اپنی قلم سے خود یہ جھوٹا عمر (بٹ) ہندو ہونے کا مدعی ہُوا۔ یہ درِ واقعہ ہے کہ کشمیری عمر (بٹ) ہندو ہونے

اس میں بزعم خود عمر بٹ نے آٹھ عقیدہائے کفر کا نمبروار الزام شیعوں کے سر تھوپ کر پبلک میں غلط فہمی پھیلانے کی ناجائز کوشش کی ہے۔ اس لئے شیعوں کو انکے اس ناجائز رویہ سے مجبور ہو کر دفاعیہ رنگ میں مسئلہ تحریف قرآن پر روشنی ڈالنے اور اس ناپاک اور قابل نفرت عقیدہ سے شیعوں کو بری الذمہ ثابت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ افسوس ان نادانوں نے خواہ مخواہ چھیڑ چھیڑ کر شیعوں کو بادل ناخواستہ اس مسئلہ تحریف قرآن پر مجلس علمیہ منعقد کرنے اور موعظہ تحریف شائع کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اس جلسہ تحریف کے انعقاد اور موعظہ تحریف کے اشاعت کا باعث بھی خود اہلسنت ہوئے ہیں ع

اے بادِ صباء ایں ہمہ آوردہ تست

غرض اس جد وجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس علمیہ تحریف کا منعقد ہونا بالاتفاق قرار پایا۔ اور ایک بہت بڑا پوسٹر چھپ کر شہر کے کوچہ اور بازار کی دیواروں پر جابجا چسپاں کیا گیا۔ جو حسب ذیل ہے۔

# تحریف قرآن

## کے متعلق مجلس علمیہ کا انعقاد

پڑا فلک کو مگر دل جلوں سے کام نہیں ۔ جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

خداوندِ ذوالمنن کا یہ فضل وکرم اور بہت بڑا احسان ہے کہ فرقہ خوارج دشمنان (دائرۃ الاصلاح و انجمن معین الاسلام) اہلبیت علیہم السلام نے جب سے برادرانِ بزرگان اہلسنت سے علیحدگی اختیار کر کے علانیہ دشمنی خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آغاز کیا ہے شیعیانِ حیدرِ کرار غیر فرار کی جانب سے نہایت متانت و سنجیدگی کیساتھ مہذبانہ پیرایہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے دندان شکن تحریری و تقریری جوابات انکو دیئے جا چکے ہیں۔ جس سے پبلک کو تحقیق حق و ابطال باطل

کا خوب موقع مل رہا ہے۔ اور کثرت سے طالبانِ حق مذہب حقہ میں شامل ہو کر حق پرستی
کا لطف اُٹھا رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قبلہ و کعبہ صدر المفسرین حضرت علامہ
حائری صاحب مجتہد العصر و الزمان مدظلہ کے کلام بلاغت نظام نے فی الواقع
مسیحائی کا کام دیا۔ اور یقیناً باطل پرستی کو کچل ڈالا۔ چنانچہ اسی سلسلۂ مواعظ میں
۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۲ء کا وعظ بھی قابل دید تھا۔ جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔ ہر طرح و ہر پہلو و ہر
آئین سے بہت مفید ثابت ہوا۔ (دعا ہے کہ خداوند عالم علامہ حائری صاحب مدظلہ
کے دولت و اقبال میں روز افزوں ترقی بخشے۔ جنکے وجود مسعود کے باعث اس زمانہ میں
دینِ حقہ کی ترقی کا ستارا چمکا) اگرچہ اس عظیم الشان وعظ کی تردید کے خیال
سے انجمن معین الاسلام نے حتی الامکان کوئی پہلو اُٹھا نہیں رکھا۔ اور پے در
پے بیرون جات سے اپنے علماء کو بھی بلایا۔ اور جگہ بہ جگہ وعظ منعقد کر کے ایڑی
چوٹی کا زور لگایا۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ انکے عالموں کو مجمع عام میں
علی الاعلان اقرار کرنا پڑا (بقول منشی محمد معراج دین خادم ہیڈ ماسٹر بانی دائرۃ
الاصلاح و مصنف رسالہ دعوت صلح) اب اراکین دائرہ و معین عوام میں یہ افواہ
پھیلا رہے ہیں کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک یہ بھی
سراسر جھوٹ اور بیچارے شیعوں پر بہتانِ عظیم ہے۔ فرقہ شیعہ ہرگز اور قطعاً
تحریف قرآن کا قائل نہیں اور یقیناً وہ ان فاسد عقیدوں سے مُبّرا ہے۔
یہ خواہ مخواہ پبلک میں مغالطہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ جو کبھی
بھی کامیاب نہ ہوگی۔

چنانچہ اس مسئلہ کی اصلیت کو زیر نگاہ رکھ کر مجلس منتظمہ ینگ مین سوسائٹی
خواجگان نارووالی نے ایک جلسہ میں متفقہ طور پر یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ ضرور
ایک مجلس علمیہ قائم کر کے مجمع عام میں اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا جائے۔ جس سے
اہل اسلام کو واضح طور پر روشن ہو جائے گا۔ کہ تحریف قرآن کا قایل ناقل اور
عامل فرقہ اہلسنت جماعت ہے اور الزام تحریف کا شیعوں کو دیا جاتا ہے۔
(کاش کہ وہ الزام دینے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیتے)
لہذا بدیں غرض بتاریخ ۱۰؍ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۶؍ جنوری ۱۹۲۳ء

بروز جمعۃ المبارک شام کے ٹھیک ۸ بجے امام باڑہ خواجگان نارووالی واقعہ محلہ
چہل بیبیاں اندرون اکبری دروازہ لاہور میں جناب صدر المفسرین بدر المحققین
سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام نائب الامام حضرت علامہ حائری صاحب مجتہد العصر
والزمان زاد اللہ حشمتہ ورفع اللہ قدرہ اپنی شہرہ آفاق فصیح البیانی و قادر الکلامی
سے مسئلہ تحریف قرآن کے متعلق اعتراضات کو صاف کرتے ہوئے اکابر اہلسنت
کی مستند کتب پیش کریں گے۔ امید ہے کہ جمیع بزرگان و برادران اسلام اس
مجلس علمیہ میں شرف اندوز ہو کر اجر عظیم حاصل کریں گے۔

المشتہر

خادم الثقلین حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سیکرٹری ینگ مین سوسائٹی
خواجگان نارووالی لاہور

اس اہتمام سے تشہیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام شہر میں ہندو مسلمان۔ آریہ۔ مختلف مذاہب کو اس مسئلہ تحریف سے خاص دلچسپی ہونے کے سبب وقت مقررہ سے پیشتر امام باڑہ خواجگان میں ہجوم عام اژدحام کے باعث تل دھرنے کو جگہ باقی نہیں رہی۔ تمام دالان۔ صحن۔ گیلریاں۔ ڈیوڑھی۔ اور کوچہ آخر تک بھرا ہوا تھا۔ سنی علماء اور طلاب عربی بھی خاصی جمعیت کیساتھ جلسہ میں موجود تھے۔ تعلیم یافتہ طبقہ خاصکر گریجویٹ کثرت سے تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے اس مختلف المذاہب مجمع عام کا نظارہ قابل دید تھا۔ ان متعدد مواعظ اور مجالس علمیہ کے انعقاد اور ان رسائل مواعظ کی اشاعت و طباعت کا یہ اثر ہوا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بعض عوام الناس اور چند فضلاء طلباء۔ عربی اور ایک جماعت طلباء کالجیٹ نے مذہب حق شیعہ اختیار کر کے نجات دارین حاصل کی جیسا کہ شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان کی طرف سے چونتیس سنیوں کے نئے شیعہ ہونے کا ایک پوسٹر فروری سنہ ۱۹۲۳ء میں طبع و شائع ہو چکا ہے اور جو بعض نو شیعہ جائیدادوں سے محروم کئے جانے کے خوف سے اپنا پتہ اور نام بھی شائع کرنا نہیں چاہتے۔ وہ سو سے زیادہ کی تعداد میں ان سے علاوہ ہیں۔ جو بضرورت اس وقت حالت تقیہ میں ہیں۔

قبل از وقت ہم بھی انکے نام ابھی شائع کرنا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ چند نوشیعوں کے علانیہ ہونے پر معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے سنیوں نے انپر رعب ڈالنا چاہا مگر وہ مرعوب نہیں ہوئے اور مطمئن بالایمان ہیں۔ لیکن اس نوشیعہ جماعت میں سے جنہیں اعلان مذہب میں تقیہ کی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ انکو کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ تھا۔ اخبار دُرِ نجف سیالکوٹ میں بھی انکے نام اور پتہ کی مکمل فہرست طبع اور شائع ہو چکی ہے۔ البتہ ان تقریری و تحریری مواعظ کے اثر سے ایسے لوگ اب بکثرت ہیں۔ جو اس وقت تک اگرچہ کھلم کھلا شیعہ تو نہیں ہوئے۔ مگر اپنے آبائی مذہب کی صداقت و حقیقت سے اب بالمرہ انہیں اطمینان جاتا رہا ہے۔ اور وہ بھی تحقیقِ حق کی جادہ جہد میں اس وقت منہمک ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب مذہب حق میں انکے شامل ہونے کی خوشخبری بھی آپ سن لیں گے۔

یہ ہے اس قلیل عرصہ کی تبلیغ کا مبارک اور کامیاب نتیجہ۔ جس کی مخالفت میں سنیوں نے اپنے مطبوعہ رسالہ میں بڑے زور سے ایک شیعہ رئیس کا قول الزام حجت کے طور شیعوں پر پیش کیا ہے کہ شیعہ رئیس نے کہا "اس کشیدگی کے ذمہ دار بعض شیعی علماء ہیں۔ جو عمداً ایسی بدمزگی (تبلیغ مذہب حق) کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ جو کچھ عزت ہمارے خاندان کو مسلمانوں میں حاصل ہے۔ اس میں فرق پڑ جائے اس لئے وہ نہایت زور سے ایسی شر انگیز اور مفسدانہ روش (تبلیغ مذہب حق) سے اپنی علیحدگی کا اظہار کرتے ہیں۔" لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

سنیوں کے اس مطبوعہ الزام کا کسی شیعہ پر عائد ہونا۔ بعید از قیاس ہے ممکن نہیں کہ شیعہ ہو کر کوئی ایسا کہے اور تبلیغ دین کرنے پر علما کی مذمت مخالفوں سے کرتا پھرے۔ ورنہ پھر یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ افسوس ہے ایسے شیعہ پر جو تبلیغ مذہب حق اور اس میں خلاف توقع کامیابی حاصل ہونے پر بھی وہ اپنی خاندانی عزت کے زوال کی خوابیں دیکھ رہا ہے اور محض اس وہم میں وہ سنیوں کو حق پر طعن کرنے کا موقع دے رہا ہے۔

ایسی صورت میں للہ آپ ہی بتائیں کہ اس کے خاندان کی عزت کا لحاظ رکھا جائے یا اہلبیت رسالت اور خاندانِ نبوت کی عزت کا۔

ناموس ملت بیضاء و شریعت غرا کی عزت کے مقابلہ میں تو کوئی بھی کامل الایمان کسی کی خاندانی عزت کو وقیع نہیں سمجھے گا۔

البتہ غیر مذہب کے لوگوں سے بے تکلف خود ایسی باتیں کہدینا تو ہر عقلمند کے نزدیک اپنی ہی عزت کے زوال کا باعث ہو سکتا ہے۔ مگر مذہب حق کی تبلیغ سے کسی کے خاندان کی عزت کا زوال عجیب فلسفہ ہے جسکو شاید کوئی طویل العقل۔ عریض التجربہ عمیق التدبر ایم اے کا فلاسفر ہی سمجھ سکے گا۔

بہرحال سنیوں کے اس مطبوعہ الزام پر ہم یقین نہیں کر سکتے۔ کہ اس شیعہ رئیس میں شیعیت کا اب صرف یہ اثر باقی رہ گیا ہو۔ کہ تبلیغ مذہب حق کو وہ شر انگیز اور مفسدانہ روش سے تعبیر کرے۔ اس لئے سنیوں کا یہ مطبوعہ الزام بظاہر کسی طرح قابل اعتماد نہیں خیال کیا جا سکتا۔

# مقدمہ موعظہ تحریف قرآن

## یعنی اعلیحضرت حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین سرکار علامہ السید علی الحائری قبلہ مجتہد العصر والزمان

## نے بتاریخ ۲۶ ماہ جنوری ۱۹۳۳ء امام باڑہ خواجگان نارووالیان کوچہ چہل بیبیاں۔ موچی دروازہ لاہور میں بوقت ۹ بجے شام اہلسنت جماعت کی معتبرہ کتابوں سے بحوالہ مطبع نام مصنف۔ صفحہ۔ و سطر تحریف قرآن اعتقاد اہلسنت اور عدم تحریف قرآن اعتقاد شیعہ ہونا ثابت کیا

حضور قبلہ و کعبہ صدر المفسرین دام ظلہ نے ارشاد کیا۔ عزیزو۔ دوستو؟ قبل اس کے کہ مسئلہ تحریف پر میں کسی قسم کی روشنی ڈالوں۔ آپ کی بذل توجہ کا خواہشمند ہوں۔ کہ حضرات اہلسنت کا انکو رہین منت ہونا چاہیئے۔ جن کی چھیڑ چھاڑ کی بدولت آپ کو مذہب حق میں بشارت یدخلون فی دین اللہ افواجا کا مژدہ

بخش نظارہ نصیب ہُوا ہے۔ ہمارے کرمفرما۔ اگر ہم پر ان مسائل متنازع فیہا میں اتہام و بہتان لگا کر ہم کو دفاعی رنگ میں ازالۂ تہمت اور جواب ہی پر امادہ نہ کرتے تو اس کثرت کے ساتھ یہ سعید روحیں کیونکر دائرۃ النجات (شیعہ مذہب) میں داخل ہو سکتیں۔

فرمایا۔ پس میری التماس یہ ہے کہ تمام شیعوں کو اس حیثیت سے سنیوں کا عموماً اور دائرۃ الاصلاح و معین الاسلام کا خصوصاً شکرگذار ہونا چاہیئے۔ جن کی اس تحریک سے دونوں فریق کا جمود و سکوں طویل زائل ہو کر دونوں فرقوں میں تحقیق حق کا مذاق اور جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور طالبانِ حق کو آخر حق نے اپنی چمک دکھا کر اپنے اندر جذب کر ہی لیا۔ دوستو! یاد رکھو کہ نیک نیتی سے تبادلۂ خیالات کرنا۔ اور بعد تحقیق کے کسی مفید نتیجہ تک باطمینان پہنچ جانا نہایت مبارک کام ہے جسکو ہر انجام بین سعید الفطرت پسند کرتا ہے۔ بشرطیکہ یہ سب کچھ ایمانداری۔ نیک نیتی۔ اور تعصب سے بالکل علیحدہ رہکر ہو۔

ارشاد کیا حقیقت میں اسی جدوجہد کا نام مشن ہے۔ اور جو کام کہ اس نیک نیتی سے ہوگا۔ وہی تبلیغ ہے۔ قرآن نے بھی اسی اصول کو تبلیغ کے لیئے حسب ذیل لفظوں میں بیان کیا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون

اور چاہیے کہ تم میں ہر وقت ایک ایسا گروہ موجود رہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے رہیں۔ اور نیک باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

غور فرمائیں یہاں کامیابی کا دارومدار اس بات پر رکھا ہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ داعیانِ اسلام کا موجود رہے۔ کیونکہ الخیر کا لفظ جسکی طرف دعوت کا حکم دیا ہے اس سے مراد دین اسلام اور ثقلین یعنی قرآن مجید اور عترت طاہرہ ہے۔ کیونکہ سب بھلائی کی راہیں یہاں بتا دیگئی ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ اگر دنیا میں تم ایک کامیاب اور زندہ قوم رہنا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تم میں ایک گروہ مبلغین اسلام حقیقی کا رہے۔ گویا اس میں اصول سائنس کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر تم اس کوشش میں نہیں لگے رہوگے کہ دوسروں کو دین اسلام میں داخل کرو۔ تو پھر تم کامیاب بھی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ اگر ترقی کی کوشش جاتی رہی

تو تنزل اور انحطاط کا آجانا لازمی ہے۔

جب ہم تاریخ اسلام پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو اس اصولِ قرآنی کی صداقت بین طور پر نظر آجاتی ہے۔ ابتداءِ اسلام کا زمانہ تو وہ تھا۔ کہ ہر ایک سچے مومن کے اندر دعوت الی الحق کی ایک زبردست روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ دیکھو اور غور کرو کہ ولایت مآب جناب امیر اور حسنین علیہم السلام اور انکے نقشِ قدم پر چلنے والوں نے دعوت الی الحق کو ہی اپنی زندگیوں کا اصلی مقصد سمجھ رکھا تھا۔ اسلئے اسلام ایک حیرت انگیز سرعت کیساتھ دنیا میں پھیلتا چلا گیا۔ اور اس جوش و تڑپ نے جو یہ بزرگوار اشاعت اسلام کے لئے رکھتے تھے۔ داعیانِ اسلام کو دور دور کے ممالک میں پہنچا دیا۔ اور اس طرح پر تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ایک انقلاب عظیم انہوں نے دنیا میں پیدا کر کے دکھا دیا۔ پھر بعد اس کے ایسا زمانہ آیا کہ سلاطین و رؤسا اسلام تو اس اہم فرض کی طرف سے بالمرہ غافل ہو کر تعیشات میں گرفتار ہو گئے۔ اور علمائے اسلام دعوت الی الحق کے کام میں لگے رہے۔ اور وہ بزرگ جن کے ناموں پر آج لاکھوں نفوس قربان ہوتے ہیں۔ انکی یہ عزت محض اسلام کی اس خدمتگزاری سے ہوئی۔ مگر افسوس کہ ان بزرگواروں کے گذر جانے کے بعد ان کے قائم مقاموں نے انکی گدیوں کو پیسے کمانے کی مشین اور ذریعہ بنا لیا۔ جسکی وجہ سے تبلیغ اور دعوت الی الاسلام کا کام قریباً بالکل ہی جاتا رہا۔ اور اس سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچا۔ اسکی تلافی اگر ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے خوب یاد رکھو کہ مسلمانوں کے ادبار کے دن وہی پاؤ گے۔ جب انہوں نے جد و جہد کے اس مقدس فریضہ کو ترک کر دیا اور یہ سمجھ لیا۔ کہ اب ہم بڑی قوم ہیں۔ ہمیں آئندہ تبلیغ کی ضرورت نہیں۔ ادھر انہوں نے جد و جہد کو چھوڑا۔ ادھر ترقی کی بجائے ان میں تنزل شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس زمانے میں اسلام دوسری اقوام کے حملوں کا آماجگاہ ہو گیا۔ اور بہت سے اسلام کے نام لیوا دوسرے مذاہب میں چلے گئے۔ یہ ادبار تبلیغ اسلام کے کام کو چھوڑنے کا لازمی نتیجہ تھا۔

سنتے ہو کیسے کیسے پاک اصول فلاح کے مسلمانوں کو اس پاک کتاب کے ذریعہ دیئے گئے تھے دوسرے لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا اور کامیابیاں حاصل کیں۔ مگر مسلمانوں نے ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا مصداق اپنے آپکو ثابت کر کے دکھا دیا۔

دوسری قومیں تو قرآن مجید کے پاک اصولوں سے متمتع ہوئیں اور نہ ہوئے تو شیعہ۔ کس
قوم کی مقدس کتاب میں یہ اصول باندھا گیا ہے۔ کہ تم میں ایک جماعت دعوت الی
الحق کے لئے رہے۔ سوائے قرآن کے یہ اصول کسی کتاب میں نہ پاؤ گے۔ مگر عملی طور
پر کونسی قوم ہے جو آج دنیا میں اس اصول کی تارک نظر آتی ہے۔ سوائے شیعوں کے
کوئی نہیں۔ ہر ایک قوم کو فکر لگی ہوئی ہے کہ دوسروں کو اپنا ہم خیال بنائے۔
ہر ایک قوم شب و روز جد و جہد میں ہے۔ اور سکون کو اپنے لئے موت سمجھتی ہے۔
مگر شیعہ جن کی کتاب نے زندگی کا اصول جد و جہد کو بتایا ہے۔ ایسے غافل ہیں کہ
ہر حالت میں جمود و سکون سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہتے۔ اپنے مذہب کی تبلیغ سے کلیتًا
بیفکر اور غافل ہیں۔ نہ مبلغ پیدا کرنیکا سامان ہے نہ دنیا کی ضروریات کی خبر ہے نہ مذہب
پر حملوں کی پرواہ ہے۔ نہ دوسرے مذاہب سے کچھ واقفیت ہے۔ دوسرے مذاہب کے
وعظ اور مشنری ہر شہر اور گاؤں میں پھر نکلے ہیں۔ دوسرے مذاہب کی کتابیں عربی
انگریزی اور اردو زبانوں میں ترجمہ ہو کر ان تک پہنچائی جا چکی ہیں۔ مگر خود شیعوں کی یہ
حالت ہے کہ نہ صرف انکے وعظ اور انکی کتابیں دوسروں تک نہیں پہنچیں۔ بلکہ
اپنے گھر کے اندر بھی انہوں نے پھوٹ ڈال رکھی ہے۔ اگر دوسری قومیں بھی اپنے
اپنے مذاہب کی اشاعت کی طرف سے لاپرواہ ہوتیں تو پھر بھی شیعوں کی یہ غفلت
چنداں نقصان دہ نہ ہوتی۔ مگر جہاں ایک سخت جد و جہد لگی ہوئی ہے اور ہر مذہب اس
فکر میں ہے کہ دوسرے مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لے۔ تو آپ خود غور فرمائیں
کہ ایسے وقت میں یہ غفلت اپنی موت کے فتوے پر خود مہر لگانا نہیں تو کیا ہے۔

سنتے ہو اس میں شک نہیں کہ قوم کی ضروریات بہت ہیں اور ان سب کی
طرف متوجہ ہونا بھی ضروری ہے۔ مگر یاد رکھو کہ زندگی اور موت کا سوال سب سے
مقدم ہے۔ اگر دوسری ضروریات قوم کی بعض بیماریوں کا علاج ہیں۔ تو اشاعت و
تبلیغ مذہب حق کا سوال قوم کی بقار کا سوال ہے۔ اس کی طرف ایک لمحہ بھی غفلت کرنا
سراسر ہلاکت اور فنا کا باعث ہے۔

لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ جس قدر یہ کام اہم ہے اسی قدر زیادہ شیعہ اس
طرف سے غافل ہیں اور وہ ایک طرح حق بجانب بھی ہیں کہ انکو اس طرف توجہ ہی نہیں

دلائی گئی۔ ورنہ اپنے موالی طاہرین علیہم السلام کی طرح جس قدر کہ شیعوں میں ایثار کا مادہ موجود ہے کسی دوسرے فرقہ میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے شیعہ مشن کی طرف قوم کی توجہ منعطف نہیں ہوئی تھی۔ اور قدرتی نشوونما خود بخود ہوتا گیا۔ اور اب جبکہ پنجاب شیعہ مشن نہ صرف لفظی عمارت میں تیار کیا گیا۔ بلکہ بفضلہ تعالےٰ انکو عملی جامہ بھی پہنا دیا گیا ہے۔ تو اب قوم کا فرض ہے کہ وہ کوئی مستقل انتظام اس کے بقا اور قیام کے لئے کرے۔

خوب یاد رکھو کہ جہاں کامیابی کی موہوم امید بھی ہو۔ وہاں لوگ اپنا مال پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ مگر یہاں کھلی کھلی بے نظیر کامیابی مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اگر فراموشی سے کام لیا جائے۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ گویا وہ خود کو دوسروں میں خود مستہلک کر دیتا ہے۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ چند با ہمت افراد کے سوا ہندوستان کے کئی کروڑ شیعہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہمیں شیعہ مشن سے کیا سروکار ہے۔ شیعیت زندہ رہے۔ خواہ دوسروں میں مستہلک ہو جائے۔ انکو یہ معلوم نہیں۔ کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا حتمی وعدہ بھی اس کا پورا ہو کر رہے گا۔ لیکن ان لوگوں کی ہمت پر جو اس وقت موجود اور حاضر ہیں۔ اور نتائج کو دیکھ رہے ہیں یہ کتنا بڑا دھبہ ہو گا۔ اگر انہوں نے اس وقت ہمدردان کے اس کام کو ترقی دینے کے بجائے اس سے بے توجہی قائم رکھکر بگاڑ دیا۔ اس لئے سب برادران شیعہ کی خدمت میں یہ گویا اپیل ہے کہ اس وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اس وقت محض خدا کی رضا کے لئے۔ خدا کے دین حق کی عظمت کے لئے۔ خدا کی توحید قائم کرنے کے لئے مذہب حق کی اشاعت میں کمربستہ کھڑے ہو جائیں۔ ہمت دکھائیں۔ اور اپنے سلف کے نقش قدم پر قدم رکھکر ثابت کر دیں کہ شیعہ قوم مذہب حق کی تبلیغ کے لئے کیسے ایثار کرنیوالی قوم ہے اور اس کی ہمت کس قدر بلند ہے۔

شیعوں میں بھی خیرات کثرت سے ہوتی ہے۔ مبرات پر بھی روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ وہ خود سمجھ لیں کہ انکی خیرات کا سب سے بہتر مصرف۔ اور اس وقت نیکی کے کاموں میں سب سے مقدم اور اہم کام اشاعت و تبلیغ مذہب حق کا کام ہے اور بلا شبہ اس میں ایک درہم خرچ کرنا ایک لاکھ درہم کے ثواب سے بھی زیادہ اجر رکھتا ہے۔

پس مسلم ہے کہ شیعہ مشن کا قیام و دوام ہو نہیں سکتا جب تک کہ ہر ایک شیعہ اس میں عملی رنگ میں شامل ہو جائے۔ صرف زبانی تائید اور تحسین سے یہ کام نہیں چل سکتا یہی قوم کی موت و حیات کا سوال ہے۔ اگر خدانخواستہ شیعوں کی غفلت سے اس مشن کو نقصان پہنچا۔ تو شیعہ جو پہلے ہی ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ پھر شاید کبھی بھی اپنے مذہب حق کو دوسرے دن تک پہنچانے کی جرأت نہ کر سکیں گے۔

تم نے کبھی غور کیا ہے کہ مذہب حق کی تبلیغ و اشاعت کیلئے تمہارے بزرگوں نے کیا کچھ کوششیں کی ہیں۔ تھوڑے سے مال سے تم اس اجر عظیم میں شریک ہو سکتے ہو۔ جو گھروں۔ مالوں۔ اور جائدادوں کو چھوڑ کر اور جانوں کو خدا کی راہ میں دے کر پہلوں نے پایا ہے۔ اس چھوٹی قربانی کے لئے بھی جو درحقیقت قربانی کے نام کی مستحق بھی نہیں ہے۔ جو شخص تیار نہیں ہو سکتا۔ وہ مذہب حق کی اس خدمت سے پہلو تہی کر کے اسلام کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ بلکہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اس لئے میں جماعہ مومنین کی خدمت میں دردِ دل سے یہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ اپنی اپنی جگہ اس کارِ خیر میں اپنے آپکو سب شریک اور معاون سمجھیں۔ اور شیعہ مشن کے کام کا دائرہ کچھ وسیع ہو کر فی الحال چند ضروری مقامات کا دورہ ہو کر کام کی توسیع ہو جائے۔ اور کوشش بہ پورا زور دیکر ہم سب الذین جاهدوا فینا کے مصداق اپنے آپکو بنا دیں۔ اور نصرت خدا کے جاذب بنیں۔ پھر رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ بھی دیکھنے کے مستحق ہو جائیں گے۔ مگر یہ کام جس قدر کہ اہم ہے مشکل بھی ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔ یقیناً یہ ایک شخص کا کام نہیں۔ قوم کی متفقہ کوششوں پر منحصر ہے۔ ایک وقت تھا کہ یہ کام ابتدائی حالت میں تھا۔ اور یہ وہم گذر سکتا تھا کہ خدا جانے ہم اعانت کریں۔ تو وہ صحیح موقعہ پر بھی ہے کہ نہیں۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اس بیج کو شیعوں کی آنکھوں کے سامنے بار آور کر کے اور ایک کمزور کوشش کو اپنی نصرتوں سے مالا مال کر کے کم از کم شیعوں پر حجت پوری کر دی۔ اب جو شخص شیعہ مشن کی نصرت سے ہاتھ پیچھے ہٹائیگا اور بخل سے کام لے گا۔ وہ یقیناً خدا کے نزدیک جوابدہ ہوگا۔

افسوس ہے تو اس بات کا کہ اشاعت مذہب حق ایسی بات نہ تھی جسکی طرف اس قدر عدم توجہی سے کام لیا جاتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہماری کل تحریکات قومی اہمیت

کے لحاظ سے ہماری اس تحریک تبلیغ حق کے مقابل کوئی حقیقت اور حیثیت ہی نہیں رکھتی۔ خصوصاً جب ہم ان منیظیر عظیم الشان نتائج پر غور کرتے ہیں۔ جو اس وقت محض خدا کے فضل و احسان سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جو "سالے نکوست از بہارش پیداست" کے مصداق ہیں۔ ایک نہایت ہی عظیم الشان مستقبل کو ہمارے سامنے لے آتے ہیں۔

کیا یہ امر غور طلب نہیں ہے۔ کہ عیسائی۔ آریہ۔ کن سنگلاخ پہاڑوں میں اپنے اپنے مشن کو پہنچاتے ہیں۔ اور پانی کی طرح روپے خرچ کر ڈالتے ہیں۔ اور قسم قسم کے حیلے اور اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ مگر ان سب اسباب کے مقابل جو ناکامی ان کو نصیب ہوئی۔ وہ کوئی مخفی راز نہیں ہے۔ اگر مہتر۔ چمار اور دیگر چھوت قومیں نہ ہوتیں تو یہ مشن کبھی کا خاموش ہو بیٹھتا۔ مگر ہمارا اس وقت تک نہ کوئی ہسپتال ہے نہ کوئی کالج نہ ہمارے پاس روپیہ۔ نہ ہمارے کام کرنیوالے کثرت سے مددگار۔ محض خدا کا نام اور اس پر ایسی فوق العادت کامیابی۔ اسکی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ مذہب حق فطرۃ اللہ ہے فطر الناس علیھا جس مذہب کو انسانی طبیعت فطرۃً چاہتی ہے وہ ایمان ہے دوسری طرف ہمارے مخاطب تعلیمیافتہ وہ مہذب آزاد خیال۔ وسیع القلب لوگ ہیں۔ جو اخلاقی جرأت رکھتے ہیں۔ کہ جس بات کو صحیح سمجھ لیں اس کے قبول کرنے میں انہیں گھبراہٹ۔ یا ہچکچاہٹ ہی نہیں ہوتی۔

پس یہ مسلم ہے کہ جو شخص خلوص اور بے تعصبی کیساتھ مذاہب کا مطالعہ کرے گا۔ اور کل مذاہب کی تعلیمات و عقائد کو علم و عقل کی روشنی پر پرکھے گا۔ اسکو مذہب حق اہل البیت علیہم السلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ امر یقیناً سمجھ لو کہ جب مذہبی تفتیش و تحقیق عقل اور نور فراست سے ہوگی تو دنیا کا مذہب صرف مذہب حق اہلبیت ع ہی ہوگا۔ مشکل یہ ہے کہ ہم نے کل کوشش ہی چھوڑ دی۔ ذرا ہاتھ ہلا کر تو دیکھو۔ پھر دیکھ لینا چاروں طرف مذہب حق شیعہ ہی نظر آتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ نئی روشنی ایسے مذہب کو چاہتی ہے۔ جسکے عقاید ضوابط عقل و ادراک کا خون نہ کریں جس کے شعائر رسمیات سے پاک ہوں جس کے اصول فرقہ بندی کے تنازعات سے ارفع ہوں۔ ہر معاملہ میں ذاتی رائے کی عزت کرے۔ اور معلمین غیر معصومین کی ذاتی رغبت سے انسانوں کو آزاد کرکے مذہب

میں انسان کو اپنے لئے غور و فکر کی ترغیب دے۔ جو نجات کو کسی انسان کی خوشنودی پر نہیں۔ بلکہ ذاتی اعمال پر منحصر بتائے۔ اور اس طرح احبار (پیر پرستی) کو دنیا سے مٹا دے جسکی تعلیم بالکل صاف سادی اور تصنع سے پاک ہو۔ جو کسی چار دیواری میں داخل ہو کر چند الفاظ کے دہرانے پر اغراض مذہب کو ختم نہ کر دے۔ بلکہ مذہب کا اثر اور مذہب کے مطالبات صبح سے لیکر شام تک اور پھر شام سے صبح تک ہماری زندگی کے ہر حصہ اور شاخ پر ہوں۔ اور خدا پرستی کے معاملات میں وہ مذہب ایسا خدا پیش کرے جسکے صفات پر ایمان لانا انسانی تمدن و تہذیب کی روح رواں ہو۔ اور جس کی عبادت ہمارے اخلاق کی اصلاح کا موجب ہو۔

اگر غور کیا جائے تو بجز مذہب حق اہل البیتؑ کے کسی اور مذہب میں ایسی روحانیت نہیں مل سکتی۔ یہی وہ مذہب ہے جو دنیا سے رنگ قوم اور ملک کی تمیز کو مٹا دیتا ہے۔ جو کل انسانوں میں اخوت اور وحدت کی روح پھونک کر کالے گورے کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ خدا کی محبت (تعظیم امر اللہ) اور مخلوقات کی محبت (شفقت علےٰ خلق اللہ) ہمارے میں جما دیتا ہے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ یہ مطالبات مذہب حق اہل البیتؑ کے ہی مختلف خط و خال نہیں ہیں۔ کیا یہ وہی باتیں نہیں جو قرآن مجید نے تعلیم دیں اور آئمہ معصومینؑ نے سکھلائیں۔

بس انہیں وجوہ پر یہ کہتا ہوں کہ شیعہ مشن تبلیغ مذہب حق میں ضرور کامیابی حاصل کرے گا۔ صرف زبانی جمع خرچ سے نہیں۔ بلکہ عملی صورت اختیار کر لینے میں ہی ان کو ہر طرح کامیابی حاصل ہو سکے گی۔ اے فدایانِ قوم ذرا انجام کو سوچو۔ یہی وہ راز ہے۔ جس سے شیعوں کو یہ غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ جہاں کہیں یہ مذہب حق اپنی اصلی صورت میں دکھایا گیا عزیز ہو گیا۔ شیعہ مذہب آجتک غلط بیانی۔ غلط فہمی افترا اور بہتان کے پردہ میں محجوب رہا۔ جس سے دشمنان آل محمدؐ علیہم السلام نے طرح طرح کی غلط بیانیوں افتراؤں سے لوگوں کو متنفر کیا۔ آجتک ان حجابوں کے دور کرنے کے لئے کوئی باضابطہ کوشش نہیں کی گئی۔ اب مخالفین کی چھیڑ چھاڑ کرنے پر جب ہم نے ذرا کوشش کی حق پسند طبیعت فوراً شیعی اصولوں کی دالہ و شیدا ہو گئی۔ جب یہ حالات ہوں تو پھر کیوں شیعیت کے سامنے ایک عظیم الشان مستقبل نہ ہو۔ ہاں کوشش

شرط ہے السعی منا والاتمام من اللہ امداد اور سرمایہ شیعہ مشن کیلئے بہم پہنچاؤ۔ پھر اس روحانیت کا نظارہ اپنی حق نما آنکھوں سے دیکھ لو۔

اصل بات یہ ہے کہ وقت پر جب کسی کام کی تحریک ہو چکی ہو تو تھوڑی سی کوشش وہ نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ جو بے وقت کی صد گنا محنت سے بھی متصور نہیں ہو سکتا کیا اس وقت بلحاظ وقت وکمی اسباب تبلیغی کوششوں میں جو ہمیں کامیابی ہوئی ہے وہ آئندہ کی کامیابی کی کافی ضمانت نہیں ہے۔ پھر کیوں اس قدر غافل سو رہے ہو۔

شیعو! اٹھو جاگو! غفلت کو چھوڑو اور میرے ساتھ ہو جاؤ۔ میں آپ کو اس کام کی طرف بلاتا ہوں۔ جو کہ آپ کا فرض اولین ہے۔ یہی وہ کام ہے جس کے لئے حضور ختمی رسالتؐ روحی فداہ نے بعثت فرمائی! اور قسم قسم کے مصائب کے متحمل ہوئے حسینؑ علیہ السلام نے اپنا اور اپنے عزیزوں کا مال و جان تک راہ خدا میں نثار کر دیا۔ اور اپنے خون سے اس درختِ ایمان کو سینچا۔ آہ! میں کہاں سے وہ طاقت لاؤں جو آپ کو اس فرضِ اولین کی طرف لے آوے۔ خوب یاد رکھو کہ تمہاری قومی اہمیت۔ تمہاری طاقت۔ تمہاری فلاح آخرت تمہاری دنیوی اصلاح و عزت صرف اسی سلسلہ تبلیغ سے وابستہ ہے اب خواہ تم مانگو اس مبارک کام میں امداد کرو یا نہ کرو۔ اس کے ذمہ وار دنیا اور آخرت میں تم خود ہو گے۔ وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔

---

# مسئلہ تحریف قرآن!

ارشاد کیا صاحبان؟ مناسب ہے کہ پہلے لفظ تحریف کی حقیقت کو آپ سمجھ لیں۔ اس کے بعد مسئلہ تحریف کی تمام مشکلات خود بخود احسن وجوہ سے حل ہوتی جائیں گیں۔ انشاء اللہ تعالے سنیئے حضرات! تحریف مصدر ہے باب تفعیل سے جو حرف سے ماخوذ ہے اور حرف سے حد اور طرف مراد ہے اس لئے آیت میں ہے من یعبد اللہ علے حرف یعنے علی طرف اور دوسری جگہ فرمایا ہے الا متحرفا لقتال یعنی قتال کے لئے کسی طرف کو مائل ہونا۔ تفسیر کبیر میں فخر رازی کہتا ہے۔ کہ

کہ تحریف در اصل حق سے کسی چیز کا امالہ ہونا ہے۔ تحریف قلم اور قلم مُحرف سے قلم کو قط دیا جانا مراد ہوتا ہے۔ یہ تو ہوئے تحریف کے لغوی معنے۔ اب اصطلاحی معنے بھی سن لو۔

فرمایا۔ اصطلاح مفسرین میں کسی عبارت کے تغیر و تحویل اور کسی کلمہ کی تقلیب و تبدیل کو تحریف کہتے ہیں۔ خواہ لفظ میں یہ تغیر اور تحریف واقع ہو۔ جیسے سراط کو صراط بنا دیا جائے۔ یا معنے میں واقع ہو جیسے مثلاً ولیکم اللہ میں خلاف قرینہ ولی کو محب اور ناصر کے معنے میں تبدیل اور تحریف کر دیا جائے۔ خواہ لفظی اور معنوی دونوں قسم کی تحریف اور تبدیل کی جائے۔ جیسے مثلاً صراط علیٌ کو صراط عَلَیَّ سے بدل دیا جائے۔ یہ تحریف بالاعراب بھی کہلاتا ہے۔ خواہ زیادتی کر دی جائے جیسے ولا الضالین کیساتھ آمین زیادہ کر دیا جائے۔ یہ سب اقسام تحریف کے ہیں۔

فرمایا۔ دوستو؟ تحریف قرآن کی طرح ایک اور مسئلہ بھی ہے۔ جو تنسیخ قرآن سے موسوم ہے اس لئے ضروری ہے کہ تحریف کے ساتھ ہی تنسیخ کا مطلب بھی آپ سمجھ لیں۔

تنسیخ کے معنی ہیں دوسرے حکم سے پہلے حکم کا زائل اور باطل ہونا اور اس کے لئے سات شرطیں بیان کی گئی ہیں۔ جیسا کہ خود محدثین اور مفسرین اہلسنت نے وہ شرطیں لکھ دیں ہیں۔

**افادۃ الشیوخ** ۔مطبوعہ لاہور۔ صہ سطر ۹ میں نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں۔ "نسخ را شرطہا است یکے آنکہ منسوخ شرعی باشد نہ عقلے" یعنی پہلی شرط یہ ہے کہ منسوخ شرعی حکم ہونا چاہیٔ نہ عقلی **دوم** آنکہ ناسخ منفصل و متاخر باشد از منسوخ زیرا کہ ہر چہ مقترن است چنانکہ شرط و صفت و استثناء مسمے بنسخ نیست بلکہ تخصیص است" یعنی منسوخ سے ناسخ علیحدہ اور بعد میں آیا ہو۔ کیونکہ جو شرط صفت اور استثنا کی طرح ساتھ نتھی ہو گا۔ وہ نسخ نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اس کا نام تخصیص ہے **سوم** بودن او بشرع پس ارتفاع حکم بموت نسخ نبود۔ بلکہ سقوط تکلیف باشد" یعنے نسخ کا شرع کیساتھ ہونا ضروری ہے پس موت کی وجہ سے حکم کا اٹھ جانا نسخ نہیں کہلاتا۔ بلکہ وہ تکلیف کا ساقط ہونا کہلاتا ہے **چہارم** منسوخ

مقید بوقت نبود پس اگر مقید است انقضائے الوقت نسخ نیست"۔ یعنی منسوخ وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا۔ پس اگر مقید ہو۔ تو وقت کا گذر جانا نسخ نہیں ہے۔ پنجم ناسخ مثل منسوخ باشد در قوت بلکہ اقوٰی از آن چہ در صورت ضعف مزیل قوی نتواند شد وایں حکم عقل است و اجماع برآن دلالت کردہ چہ صحابہ نص قرآں را بخبر واحد منسوخ نکردہ اند"۔ یعنے ناسخ قوت میں منسوخ کی طرح ہو۔ بلکہ اس سے قوی تر کیونکہ ضعف کی صورت میں ضعیف قوی کو زائل نہیں کر سکتا ہے اور یہ عقلی حکم ہے اور اجماع بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ صحابہ نے نص قرآن کو خبر واحد سے منسوخ نہیں کیا ہے۔ ششم آنکہ مقتضی منسوخ غیر مقتضی ناسخ باشد تا بدا لازم نیاید و شرط نیست متناول بودن لفظ ناسخ چیزے را کہ منسوخ متناول او بود یعنے ضروری ہے کہ منسوخ کا مقتضا ناسخ کا مقتضا نہ ہو۔ تاکہ (مسئلہ) بدا لازم نہ آئے اور یہ شرط نہیں ہے کہ لفظ ناسخ بھی اسی چیز پر شامل ہو جس پر کہ منسوخ شامل ہے۔ ہفتم آنکہ منسوخ جائز الفسخ بود پس داخل نشود نسخ بر اصل توحید زیراکہ وے سبحانہ لم یزل ولایزال با اسماء و صفات خود است و ہم چنیں ہر چیزے کہ تابید و توقیت آں بنص معلوم شدہ و از اینجا دریافت شد کہ نسخ در اخبار نیست زیراکہ وقوع آں خلاف خبر مخبر صادق غیر متصور است"۔ یعنے یہ ضروری ہے کہ منسوخ جائز الفسخ ہو۔ پس اصل توحید میں نسخ داخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ اپنے ناموں اور صفتوں کیساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اسی طرح جس چیز کی تابید (ہمیشہ رہنا) اور توقیت (کسی خاص وقت تک رہنا) نص سے معلوم ہو چکا ہو۔ اس میں نسخ وارد نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس قدر آئتیں اخبار کے طور وارد ہوئی ہیں ان میں نسخ داخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسا نسخ خلاف خبر مخبر صادق صلعم واقع ہونا غیر متصور ہے"۔

فرمایا بس یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اہلسنت کے ہاں ان سات شرطوں کیساتھ کسی آیت میں نسخ وارد ہو سکتا ہے انکے سوا بنابر روایات اہلسنت اگر کسی آیت میں لفظی، معنوی یا اعرابی تغیر ہوا ہو۔ تو وہ تنسیخ نہیں بلکہ یقیناً تحریف ہے بعض شیعوں نے جان چھڑانے کے لئے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ انکی مذہبی کتابوں سے

جب انہیں تحریف ہونا دکھایا جاتا ہے۔ تو وہ جھٹ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ تحریف نہیں
تنسیخ ہے اس لئے اسی وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ان
سات مسلّمہ شرطوں کیساتھ تنسیخ کو ثابت کرے ورنہ انکی ان مسلمہ سات شرطوں کے
خلاف تحریف کو تنسیخ کہہ کر ٹال دینے کا انکو کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ایسی
صورت میں جبکہ وہ مسلّمہ سات شرطوں کے مطابق تنسیخ ثابت نہ کر سکے گا۔ تو لازماً
اس کو تحریف قرآن کا قائل ہونا پڑے گا۔ **تفسیر اتقان** مطبوعہ مطبع احمدی
نوع ۴۷ صفحہ ۳۱۵ سطر ۲۲ میں علامہ امام سیوطی نے تنسیخ کے متعلق ابن حصار کا قول
بڑی وضاحت سے لکھا ہے انما یرجع فی النسخ الی نقل صریح عن رسول اللہ
صلعم او عن صحابی بقول اٰیۃ انتھیٰ بلفظہ

یعنے اس کے سوا نہیں کہ نسخ قبول کرنے کے لئے رجوع کیا جائے
گا ایسی صریح حدیث کی طرف جو پیغمبر صلعم سے منقول ہو۔ یا ثقہ صحابی سے
جس پر ناسخ آیت موجود ہو۔

**ایضاً** صفحہ ۳۱۶ سطر ۱۱ میں ہے ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین
بل ولا اجتھاد المجتھدین من غیر نقل صحیح ولا معارضۃ بینۃ لان النسخ
یتضمن رفع حکم و اثبات حکم تقرر فی عھدہ صلعم فالمعتمد فیہ النقل
والتاریخ دون الرائے والاجتھاد

یعنے تنسیخ آیت میں عام مفسروں کے قول بلکہ مجتہدوں کے محض اجتہاد کا بھی
کوئی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ حدیث صحیح سے تنسیخ نہ ثابت ہو جائے
جس کے معارض کوئی بینہ اور برہان موجود نہ ہو۔ کیونکہ نسخ کسی قرآنی حکم
کے ازالہ یا اثبات پر شامل ہوتا ہے۔ جو عہد پیغمبر صلعم میں مقرر ہو چکا ہو۔ اس
لئے کسی آیت کو منسوخ قرار دینے کے لئے حدیث اور تاریخ کی ضرورت ہے۔
نہ کسی کی رائے اور اجتہاد کی۔

فرمایا۔ دوستو؟ کیوں سن لیا۔ امام سیوطی نے صاف کہدیا ہے کہ جب تک حدیث
صحیح سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ فلاں منسوخ آیت کے لئے فلاں ناسخ آیت بتصدیق
پیغمبر صلعم آئی ہے۔ اس وقت تک کسی مفسر یا مجتہد کی ذاتی رائے سے کوئی قرآنی آیت

منسوخ نہیں قرار پا سکتی۔

## عظمتِ قرآن مجید کا ذکر کرتے ہوئے

فرمایا صاحبان! یہی وہ جامع العلوم قانون الٰہی ہے جس کے بعد قیامت تک کسی اور اسمانی کتاب کی ضرورت نہیں رہی۔ قرآن کی سب سے بڑی عزت اور عظمت صرف اس میں نہیں ہے کہ اس کو زربفت اور ریشمی عمدہ رومالوں اور غلافوں میں مضبوط گرہیں لگا کر بلند طاقچوں پر رکھدیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ قرآن کی سچی اور واقعی تعظیم و تکریم حقیقۃً یہی ہے کہ سمجھ کر اس کی روزانہ تلاوت کی جائے۔ اور اس کے احکام۔ اوامر اور نواہی کی تعمیل کو فرض عین سمجھ لیا جائے۔ فی الواقع ہر مسلم کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ قرآنی علم و عمل میں پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کا اسوہ حسنہ حاصل کرے۔

ارشاد کیا دوستو! اس مقدس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت جس میں دنیا کی کوئی کتاب اس کا مثل ہونے کا دعوٰی نہیں کر سکتی، وہ حیرت انگیز روحانی انقلاب ہے جو اس کے ذریعہ سے دنیا میں نمودار ہوا۔ اور اسی کی طرف اس کے ان پاک الفاظ میں اشارہ ہے جن سے یہ کتاب (قرآن) شروع ہوتی ہے

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ۔

یعنی کتاب (قرآن) اس میں کوئی شک نہیں ایک عظیم الشان اور کامل ہدایت متقیوں کے لئے ہے۔

فرمایا۔ یہ بات کہ جو انقلاب اس کتاب نے پیدا کیا۔ اس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ سب کو مسلم ہے۔ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام جو تمام نبیوں سے اور تمام مذہبی مصلحوں سے بڑھکر کامیاب ہوئے۔ تو یہ کامیابی اسی پاک کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے وقوع میں آئی۔ اس کے احکام نے ہر قسم کی خطرناک بدیوں کو جو ہزاروں سالوں سے جڑ پکڑے ہوئے تھیں۔ جیسے بت پرستی۔ شراب خوری وغیرہ خس و خاشاک کی طرح نابود کر دیا۔ اور جزیرہ نمائے عرب میں انکا نشان تک باقی نہ چھوڑا خطرناک جنگجو۔ قوموں کو جنکی عداوتیں صدیوں سے چلی آتی تھیں ایک متحد

قوم بنادیا۔ اور ایک جاہل اور ان پڑھ قوم کو اعلےٰ سے اعلےٰ علوم اور تہذیب کے علمبردار بناکر انکو دنیا کا پیشرو بنادیا۔

ارشاد کیا عزیزو؟ ایک غائر نظر ڈالو۔ دیکھو قرآن کا ایک ایک لفظ اللہ تعالےٰ کی عظمت و شوکت کا ایک ایسا مؤثر نقشہ کھینچتا ہے۔ جس کی نظیر ہمیں کسی دوسری مقدس کتاب میں نظر نہیں آتی۔ اور اس طرح پر قرآن یہ تحدی کرتا ہے۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ

یعنے اس جیسی ایک ہی سورت پیدا کردو۔ جس کا جواب دنیا میں نہیں ہوسکا۔

فرمایا۔ عرب کو چھوڑو۔ ساری نسل انسانی قرآن مجید کے نزول سے پہلے۔ قعر مذلت میں گڑی تھی۔ جہالت اور تاریکی کے بادل اخلاق اور روحانیت کے آسمان پر ایسے چھائے ہوئے تھے۔ کہ روشنی کی شعاع نظر نہ آتی تھی۔ خدا کے قانون بڑی دلیری سے توڑے جاتے اور الٰہی حد بندیوں سے بڑی بے باکی کیساتھ تجاوز کیا جاتا تھا۔ فسق و فجور کی حکومت سارے روئے زمین پر تھی۔ مگر عرب کا ملک سب سے بڑھا ہوا تھا۔ وہ نہ صرف ہر ایک قسم کے فاحش امور کے ہی مرتکب ہوتے۔ بلکہ اُنکے ارتکاب پر اپنی مجلسوں میں اور اپنے اشعار میں فخر کرتے۔ ایک تھوڑے عرصہ کے اندر اسی قرآن کی تعلیم نے انکو ایک خدا پرست راستباز انسانوں کی جماعت بناکر دنیا کی اصلاح کے لیئے کھڑا کردیا۔ اور دوسروں میں بھی انہوں نے وہی روح پھونک دی۔ جو قرآنی تعلیم کے مطابق خود انکے اندر کام کررہی تھی۔ قرآن کے متعلق تمام شیعوں کا بھی عقیدہ ہے اس پر شیعوں کو کہا جاتا ہے کہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے جیسا کہ اسی عنوان سے ایک چار ورقہ پمفلٹ لاہوری خارجیوں کی انجمن کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اس میں خاکسار کو خاص طور سے مخاطب کیا ہے۔ انکے خواہش کے مطابق اب مجھے مجبوراً یہ بتانا ہے کہ آیا شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں ہے۔ یا سنیوں کا تمام محققین خاص کر تعلیمیافتہ طبقہ سے امید ہے کہ وہ میری ان معروضات کو نوٹ کرلیں اور حوالوں کے مطابق اہلسنت کی معتبرہ کتابوں میں دیکھ لیں تاکہ تحقیقی طور پر کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ اب کسی جاہل کندۂ ناتراشیدہ کا زبانی یہ کہکر ٹال دینا کہ یہ کتاب

سنیوں کی نہیں ہے۔ طبقہ تعلیمیافتہ کے نزدیک قابلِ وثوق نہیں ہو سکتا۔

# قرآن مجید کی عزت حضرت عثمان کی سنت

فرمایا صاحبان! سب سے پہلے جس بزرگوار نے اپنے عمل سے دنیاء کے سامنے اپنی نگاہ میں عزت اور عظمت قرآن قائم ہونے کا ثبوت دیا۔ وہ حضرت عثمان تھے جس نے تنظیم و توقیر قرآن کا طریقہ اس کو آگ میں جلا دینا مقرر کیا۔ اور ایسی جامع العلوم کتاب الہیٰ کو بنا بر اعتراف اہلسنت کے ہر قسم کی تحریف سے محرف کر دیا۔ جس سے قیامت تک قرآن ان کا رہین منّت اور ممنون کرم رہے گا۔ تحریف کے مسئلہ کو تو آپ اسی جلسہ میں تفصیل کیساتھ سن لیں گے۔ مگر خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان کا قرآنوں کو جلانا کم ازکم ان معتبرہ کتب اہلسنت میں بقید صفحہ ضرور ملاحظہ کریں۔

صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ۱۶۔ فضائل القرآن صہ ۲۵ سطر ۲۴۔
تاریخ اعثم کوفی ترجمہ فارسی مطبوعہ بمبئی صہ ۱۴۷ سطر ۸۔
روضۃ الاحباب مطبوعہ تیغ بہادر جلد ۲ صہ ۲۲۹ سطر ۲۳۔
مشکوٰۃ مطبوعہ محمدی دہلی صہ ۱۹۵ سطر ۱۲۔
تفسیر اتقان۔ مطبوعہ مطبع احمدی صہ ۹۴ سطر ۱۸۔
صواعق محرقہ۔ مطبوعہ بھیہ مصر صہ ۱۰۱ سطر ۸۔
تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد دوم صہ ۳۰۴ سطر ۳۱۔
تحفہ نذریہ۔ مطبوعہ رفاہ عام لاہور صہ ۵۵ سطر ۱۹۔
سکستسرزہ آف محمدؐ۔ واشنگٹن ارونگ صہ ۱۶۰ وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام حوالوں میں حضرت عثمان کا قرآن کو پھاڑنا اور جلانا دونوں قسم کی قرآنی تعظیم اور تکریم تفصیل سے مرقوم ہے۔ اور رسالہ "موعظہ حسنہ" میں ان حوالوں کی مکمل عبارتیں مع التراجم اور بعض ضروری نوٹوں کے درج ہیں۔ ملاحظہ فرماکر آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ آیا قرآن مجید کو پھاڑنا اور جلا دینا ایمان کا اقتضا ہو سکتا ہے یا کیا۔

فرمایا۔ جن کو تاریخ پر عبور حاصل ہے وہ انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت دیگہ

بن یزید بن عبدالملک خلیفۃ المسلمین نے حضرت عثمان کے احراق و تحریف قرآن کو ناکافی سمجھ کر کتاب اللہ کی یہ عزت افزائی کی کہ اس پر اس قدر تیر برسائے کہ قرآن پارہ پارہ ہوگیا۔

**تاریخ الخلفاء** مطبوعہ سرکاری لاہور صہ ۲۵۲ سطر ۱ میں امام سیوطی نے بھی مناقب ولید بن یزید بن عبدالملک ذکر فرماتے ہوئے یہ لکھدیا ہے کہ ورشق المصحف بالسہام کہ ولید نے قرآن مجید پر تیر مارے وفسق ولم یخف الاثام اور اس نے فسق کیا۔ اور گناہوں سے نہیں ڈرا

عام طور پر تواریخ میں سنیوں کے اس خلیفہ ولید بن یزید کے حالات میں ان کا کتاب اللہ (قرآن) پر تیر مارنے کا ذکر تفصیل سے مرقوم ہے۔

فرمایا کیوں جناب فرمایئے؟ اب قرآن پر کس کا ایمان ہے۔ رافضیوں کا۔ یا کہ خارجیوں کا۔ تیروں سے قرآن کو غربال کردینے کے بعد بھی اگر ایمان ویسے کا ویسا ہی رہا۔ تو سبحان اللہ۔ ایسے ایمان کا کیا کہنا۔ ایسا ایمان آپ ہی کو مبارک ہو

فرمایا۔ خلیفۃ المسلمین کے بعد اب فقیہ المسلمین کا ایمان بھی قرآن پر ملاحظہ کر لیں۔ کہ قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کہاں تک انہوں نے ملحوظ رکھی ہے۔

**ردِ مختار** میں جو سنیوں کے فقہ کی معتبر کتاب ہے۔ یہ عجیب و غریب فتوے مرقوم ہے جس سے قرآن پر انکے ایمان ہونے کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبھتہ وانفہ جاز الاستشفاء وبالبول ایضًا ان علم فیہ شفاء لاباس بہ ۲ انتہیٰ بلفظہ

یعنے اگر کسی کو نکسیر کا مرض ہو۔ اور سورۂ فاتحہ کو خون سے اس کی پیشانی اور ناک پر لکھدیا جائے تو بہ نیت استشفاء جائز ہے۔ اور اسی طرح اس کے پیشاب سے بھی لکھنے میں مضائقہ نہیں اگر اس میں شفا کی امید رکھتا ہو۔

**فتاویٰ قاضی خاں** صہ ۳۶۴ و فتاویٰ سراجیہ برحاشیہ قاضی خاں صہ ۳۱/۳ وعالمگیری صہ ۱۳۴ والذی رعف فلا یرقا دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبینہ شیئا من القرآن قال ابوبکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لاباس بہ قیل لو کتب علی جلد میتۃ قال ان

کان فیہ شفاء جاز انتھی بلفظہ۔

یعنی جس کی نکسیر پھوٹے اور خون نہ تھمے۔ سو اگر وہ خون کے ساتھ اپنی پیشانی پر کچھ قرآن لکھے تو جائز ہے۔ اور اگر پیشاب سے قرآن لکھے۔ اور اگر مردار کی کھال پر قرآن لکھ لے۔ تو اگر اس میں شفاء ہو تو مضائقہ نہیں ہے (معاذ اللہ)

ارشاد کیا؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ (معاذ اللہ) پیشاب اور خون جیسی نجس چیز سے قرآن مجید لکھا جائے اور پھر اس میں شفا کی امید باندھی جائے۔ یہ بے ادبی تو خدا کے کمال غضب اور قہر کا باعث ہے۔ اس میں شفاء خاک ہو گی۔ بلکہ خدا کا قہر و غضب نازل ہو گا۔ بیماری بڑھے گی۔ کیا عجب کہ یہ سوء ادبی ہلاکت کا بھی باعث ہو جائے۔ یہ فتویٰ بازی قرآن کے کونسی آیت سے ماخوذ ہے۔ قرآن تو چیخ پکار کر کہہ رہا ہے ولا یمسہ الا المطہرون جس کتاب خدا کا خالی مس کرنا بھی بنص قرآن بغیر طہارت اور پاکی کے ناجائز ہو۔ اس کو خون اور پیشاب جیسی ناپاک چیز سے لکھنے کے لئے جائز ہونے کا فتویٰ جو مذہب دے رہا ہو۔ وہ کس طرح قرآن پر ایمان رکھنے کا جھوٹا دعویٰ کر سکتا ہے۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ پس میں اب یہ کہوں گا کہ دوستو؟ شیعوں کی نگاہوں میں قرآن مجید کی عظمت اور عزت جتنی بھی ہو کم یا زیادہ۔ لیکن سنیوں کے خلفاء راشدین و فقہاء مسلمین کی نظروں میں تو بالکل ہی نہ تھی۔ ورنہ وہ ایسے قابل شرم فتوے دینے کی کسی طرح بھی جرأت نہ کرتے۔

# اہل سنت کا قرآن ناقص ہے

فرمایا۔ صاحبان اہلسنت جماعت نے عام طور پر یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شیعوں کا قرآن ناقص ہے۔ یہ محض غلط بہتان اور افترا ہے۔ صرف دھوکا دینے کی غرض سے یہ لوگ ایسا کہدیا کرتے ہیں سنو شیعوں کا یہی کامل قرآن ہے جس کا ثبوت میرے ذمہ ہے۔ ابھی ابھی میں اپنے اس دعوے کا مدلل ثبوت آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ مگر "عطاء شما لقاء شما" کے اقتضاء سے پہلے انکا اعتراض انہیں کی مسلمہ کتب سے انپر پیش کرتا ہوں۔ تا کہ گرمجوٹ اور محققین میں تعلیمیافتہ طبقہ یہ اچھی طرح سمجھ جائے۔

کہ ایسے لوگوں کو دوسروں پر اعتراض کرنے کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے۔ سوا اس کے کہ تعصب کی عینک آنکھوں پر لگی ہوئی ہے۔ جس سے دور کا تنکا تو بآسانی نظر آجاتا ہے۔ لیکن قریب کا شہتیر بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اپنی مذہبی روایات سے ناواقف ہو کر خواہ مخواہ دوسروں کو چھیڑ چھاڑ کر طعن کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے مذہب کا بخیہ ادھیڑ کر تمام پرزے سامنے رکھدیئے جاتے ہیں۔ جس پر وہ طاعن حسرت اور افسوس کے ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔

**تفسیر اتقان** مطبوعہ مطبع احمدی صد ۳۱۶ سطر ۹ میں امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔ قال ابو عبید حدثنا اسمٰعیل بن ابراھیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ وما یدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قرآن کثیر انتھٰی بلفظہ

یعنی ابن عمر سے مروی ہے کہ تم میں کوئی شخص بھی یہ نہیں دعوے کرسکتا کہ اس نے پورا اور مکمل قرآن تمسک کیا ہے اور اس کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ مکمل اور پورا قرآن کیا ہے۔ کیونکہ اس قرآن کا بہت سا حصہ اس میں سے نکل گیا ہے۔

فرمایا۔ کیوں صاحب؟ فرمایئے اب کس کا قرآن ناقص ہوا۔ شیعوں کا یا سنیوں کا۔ خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا یا شیعہ۔ اس نے تو بیانگ دہل یہ کھول کر کہدیا ہے۔ کہ ایک نفر بھی تم میں سے اس امر کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے پورے اور مکمل قرآن کا تمسک کیا۔ کیونکہ سنیوں کے خلیفہ زادہ کے قول سے تو یہ قرآن ناقص ہے۔ پھر ناقص قرآن کا ماننے اور تمسک کرنیوالا سنیوں کا گروہ کامل قرآن کے ماننے والے شیعوں پر طعن کرنے کا کیا حق رکھتا ہے۔

## سنیوں کے قرآن میں زیادتی

فرمایا صاحبان؟ آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ سنیوں کے اعتقاد میں صرف نقصان ہی انکے قرآن میں واقع ہوا ہے۔ بلکہ جہاں بعض آیتوں کا انکی مسلمہ روایات کی بنا پر قرآن سے نکل جانا ثابت ہوتا ہے۔ زیادہ کیا جانا بھی انکی معتبر روایتوں سے

ثابت ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ زیادتی اور کمی دونوں قسم کی تحریف قرآن میں سنیوں کا اعتقاد
اور مذہب ہے۔ نمونہ کے طور زیادتی کی بھی دو چار مثالیں سن لیں۔

(۱) **تفسیر اتقان** مطبوعہ احمدی صہ ۲۴۶ سطر ۲ میں امام جلال الدین سیوطی رقمطراز
ہے "وسورۃ الاعراف زید فیہا الصاد علی آلمٓ لما فیہا من شرح القصص
انتھی بلفظہ

یعنے سورہ اعراف پ ۸ ع ۸ کا شروع جو موجودہ قرآن میں آلمٓصٓ سے ہوتا
ہے یہ دراصل صرف آلمٓ۔ تین حرف تھے، اس میں ایک حرف صاد اس لئے
زیادہ کر دیا گیا ہے کہ اس میں نبیوں کے قصوں کا بیان ہے۔

(۲) **ایضاً صہ ۲۴۶** سطر ۲ میں مرقوم ہے "وزید فی الرعد "ر" لاجل الرعد
والبرق انتھی بلفظہ۔

یعنی سورہ رعد پ ۱۳ ع ۶ کا شروع جو موجودہ قرآن میں آلمٓر سے ہوتا ہے۔
یہ بھی دراصل آلمٓ نازل ہوا تھا اس میں بھی ایک حرف "ر" زیادہ کر دیا گیا۔
کیونکہ اس سورت میں رعد اور برق کا ذکر ہے۔

فرمایا۔ کیوں جناب فرمائیے۔ اب قرآن میں کمی اور زیادتی ہونے کا اعتقاد سنیوں
کا ہوا۔ یا شیعوں کا۔ غیرت مند کیلئے تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کے گھر کا یہ حال
ہو۔ وہ کسی کامل الایمان مذہب پر تحریف کا بہتان کیونکر کر سکتا ہے۔

(۳) **تفسیر درمنثور** جلد ۶ صہ ۴۱۶ سطر ۳ میں سیوطی لکھتا ہے کہ احمد۔ بزاز
طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت کی ہے انہ کان یحک
المعوذتین من المصحف ویقول لا تخلطوا القرآن بما لیس منہ انہما لیستا
من کتاب اللہ انتھی بلفظہ۔

یعنے ابن مسعود نے معوذتین اپنے قرآن سے کاٹ دیا تھا۔ اور کہتے تھے۔ کہ
قرآن میں غیر قرآن کو خلط ملط نہ کرو۔ یہ دونوں سورتیں کتاب خدا
میں داخل نہیں ہیں۔

**تفسیر کبیر** مطبوعہ مصر صہ ۱۲۹ سطر ۱۷ میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔
نقل فی الکتب القدیمۃ ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ الفاتحۃ من القرآن

وکان ینکر کون المعوذتین من القرآن انتہی بلفظہ۔

یعنے ابن مسعود۔ سورۃ الفاتحہ اور معوذتین کے داخل قرآن ہونے سے انکار کرتے تھے۔

فرمایا صاحبان؟ آپ نے غور کیا کہ درمنثور اور کبیر سنیوں کی دونوں مسلمہ تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو سورۂ فاتحہ قرآن ہے اور نہ معوذتین حال آنکہ حضرت عثمان کے اس جمع کئے ہوئے موجودہ قرآن میں اس وقت یہ سورتیں موجود ہیں فرمائیے سنیوں کے ان مذکورہ حوالوں کے مطابق زیادتی ثابت ہوئی۔ یا نہیں۔ اب تم خود ہی انصاف کرو کہ تحریف کے دونوں قسم کمی اور زیادتی کا ہونا قرآن میں سنیوں کا مذہب ہوا۔ یا نہیں۔

(۱) تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ششم صہ ۳۵۸ سطر ۵ میں امام سیوطی نے لکھا ہے سعید بن منصور۔ احمد۔ عبد بن حمید۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن جریر ابن المنذر اور ابن مردویہ نے علقمہ سے روایت کی انہ قدم الشام فجلس الی ابی الدرداء فقال لہ ابوالدرداء ممن انت قال من اھل الکوفۃ قال کیف سمعت عبد اللہ یقرأ واللیل اذا یغشٰی قال علقمہ والذکر والانثٰی فقال ابوالدرداء اشھد انی سمعت رسول اللہ صلعم یقرا ھکذا وھولاء یریدونی علی انی اقرءھا خلق الذکر والانثی واللہ لا اتابعھم انتہی بلفظہ

یعنے علقمہ ایک مرتبہ شام میں آیا۔ اور ابودرداء کے پاس بیٹھا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو۔ علقمہ نے کہا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں پس ابودرداء نے کہا۔ تم نے عبد اللہ کو سورہ واللیل اذا یغشٰی کس طرح پڑھتے سنا ہے۔ علقمہ نے کہا میں نے بجائے وماخلق الذکر والانثٰی کے والذکر والانثٰی پڑھتے سنا ہے۔ پس ابودرداء نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو بھی یہی پڑھتے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ میں وماخلق الذکر والانثٰی پڑھوں۔ بخدا میں ہرگز ان کی متابعت نہ کروں گا۔

# سنیوں کے قرآنی سورتوں کا نقصان

ارشاد کیا۔ دوستو؟ ہاں حضرات اہلسنت نے اسی قدر لکھنے پر اکتفا نہیں کی ہے کہ انکا قرآن نامکمل (ناقص) ہے۔ بلکہ انکے ہاں ایسی روائتیں بکثرت ہیں۔ جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انکے اس ناقص قرآن کی سورتیں بھی ناقص ہیں۔ جن سے انکے خلیفہ زادے (حضرت ابن عمر) کے اس مذکورہ روایت کی تصدیق ہوتی ہے کہ فی الواقع انکا قرآن نامکمل ہے۔

**تفسیر اتقان** صہ ۲۰۶ سطر ۱۱ میں علامہ سیوطی نے ام المسلمین حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے۔ عن عائشۃ قالت سورۃ الاحزاب تقرأ فی زمان النبی صلعم مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم تقدر منہا الا علی ما ھو الان انتہیٰ بلفظہ تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صہ ۱۸۰ سطر ۲۳ میں بھی عیناً یہ روایت مرقوم ہے۔

یعنے جناب ام المسلمین حضرت عائشہ نے فرمایا ہے کہ سورہ احزاب (پارہ ۲۱ میں ہے) حضور پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے عہد و زمانہ میں پوری دو سو ۲۰۰ آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں۔ لیکن سنی مسلمانوں میں خلیفہ صاحب حضرت عثمان نے قرآن لکھتے وقت (جب دوسروں کے قرآن جلوا دیئے تھے) صرف اسی قدر آئیتیں سورۂ احزاب میں لکھی ہیں۔ جو اس وقت قرآن میں موجود ہیں۔

فرمایا۔ کیوں سن لیا آپ نے؟ بتایئے اب تحریف کا کون قائل ہے۔ بی عائشہ صاحبہ کے اس قول سے تو ثابت ہوا کہ رسول کے زمانہ میں سورہ احزاب میں نہ تنسیخ واقعہ ہوئی ہے۔ نہ تحریف کیونکہ آنحضرت صلعم کی حیات میں سورہ پوری دو سو آیتوں پر مشتمل پڑھا جاتا رہا۔ اگر تنسیخ ہوئی ہوتی تو رسول خدا پر ناسخ آیت اترتی اور وہ سب کو معلوم ہوتی۔ مگر راز طشت از بام یوں ہوتا ہے کہ بی عائشہ یہاں صاف فرما رہی ہیں۔ کہ حضرت عثمان نے قرآن لکھتے وقت سورہ احزاب میں بجائے ۲۰۰ آیتوں کے کل بہتر یا تہتر آیتیں لکھیں۔ باقی ایکسو ستائیس۔ یا اٹھائیس آیتیں سو سہ براءت سے تحریف کر دیں۔

**اتقان** امام سیوطی ص۳۱۶ سطر ۱۳ میں زربن جیش سے نقل کیا گیا ہے ۔
قال قال لی ابی بن کعب کاین تعد سورۃ الاحزاب قلت اثنتین وسبعین
ایۃ او ثلاثا وسبعین ایۃ قال ان کانت لتعدل سورۃ البقرۃ انتہی بلفظہ

یعنے زر ابن جیش نے کہا ہے کہ ابی ابن کعب نے مجھ سے کہا کہ سورۂ احزاب
کی تم کتنی آیتیں شمار کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ بہتر یا تہتر آیتیں۔ ابی کعب
نے کہا اگر یہ سورت پوری رہنے دی جاتی۔ تو سورہ بقرہ کے برابر ہوتی۔

فرمایا صاحبان۔ آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ رسول خدا صلعم کے زمانے
میں جب یہ سورہ پوری ۲۰۰ آیتوں میں تلاوت ہوتا رہا ہے۔ تو سنیوں کے خلیفہ
عثمان کو نصف سے زیادہ کم کر دینے کا اس میں کیونکر حق حاصل ہوا۔ طرفہ یہ ہے
کہ سنی مصنف منقول عنہ سنیوں کی کتاب۔ زربن جیش ناقل بھی سنی۔ ابی بن کعب
راوی سنی۔ محرف حضرت عثمان سنیوں کا امام اور خلیفہ سوم۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے
کہ اس پر بھی طعن اثنا عشریوں پر کیا جاتا ہے کہ "شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں کیا
رافضیوں کا ایمان قرآن پر ہے۔ یا ہو سکتا ہے"۔

اب مذکورہ ثبوت کے بعد لاہوری سنی انجمن کے نمبر ۵ پمفلٹ عنوان مذکورہ
کے جواب میں ہم صرف اسی قدر کہتے ہیں کہ شرم۔ شرم۔ شرم۔

**سورہ توبہ کا نقصان۔** تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد سوم ص۲۰۸ سطر ۱۰ میں
سیوطی لکھتا ہے کہ اخراج کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ۔ طبرانی۔ ابو الشیخ حاکم اور ابن
مردویہ نے حذیفہ سے قال التی تسمون سورۃ التوبۃ ھی سورۃ العذاب
واللہ ما ترکنا احدا الا نالت منہ ولا تقرؤن منہا مما کنا نقرء الا
ربعہا انتہی بلفظہ۔

یعنے جس سورہ کو تم توبہ کے نام سے یاد کرتے ہو۔ وہ درحقیقت سورہ عذاب
ہے۔ خدا کی قسم ہم (صحابہ) میں سے ایک بھی ایسا نہیں چھوٹا جس کے
متعلق کوئی نہ کوئی عذاب کی آیت نہ آئی ہو۔ اور تم اس سورہ توبہ میں نہیں
پڑھتے ہو۔ جو کچھ کہ ہم پڑھا کرتے تھے۔ مگر اس کا چوتھا حصہ۔

ایضاً ص۲۰۸ سطر ۲۲ میں سیوطی لکھتا ہے کہ اخراج کیا ہے۔ ابو الشیخ نے عکرمہ

ے کہ اس نے کہا قال عمر فرغ من تنزیل براۃ حتے ظننا انہ لم یبق منا احد الا ینزل فیہ وکانت تسمے الفاضحۃ انتھی بلفظہ

خلاصہ یہ کہ سورہ براۃ نازل ہونے پر ہم نے گمان کیا کہ ہم (صحابہ) میں کوئی بھی ایسا صحابی باقی نہ رہے گا جسکے متعلق کوئی نہ کوئی فضیحت نہ نازل ہو اور اسی لئے اس سورہ کا نام فاضحہ ہے۔

فرمایا کیوں صاحبان فرمایئے۔ اس میں میرا قصور کیا ہے۔ حضرت حذیفہ اور خلیفۃ المسلمین حضرت عمر راوی۔ حضرت امام سیوطی ناقل ہیں۔ فرمائیے یہ حضرات شیعہ تھے یا سنی۔ اور بنا بران کی مذکورہ روایتوں کے فرمایئے اس سورہ توبہ کے تین حصے کہاں چلے گئے۔ میں یہ کہنے کی جرات و جسارت نہیں کرنا چاہتا۔ کہ خلیفۃ المسلمین نے جھوٹ یا غلط کہا ہو کہ تمام صحابہ کی فضیحتیں اس سورۂ فاضحہ (سورہ توبہ) میں نازل ہوئیں تھیں۔ اور بقول حذیفہ جو تین حصے اس سورۃ سے تحریف کردیئے گئے۔ کیا وہ تین حصے پورے صحابہ کی فضیحتوں کے تھے۔ یا کیا براہ کرم قرآن پر ایمان رکھنے کے مدعیان۔ اور رافضیوں کا ایمان قرآن پر نہ ہونے کے عنوان سے پمفلٹ مشتہر و شائع کرنے والے ارکین سنی انجمن بتائیں۔ کیا یہ دونوں راوی کاذب ہیں یا مفسر ناقل۔ یا کہ مشتہران پمفلٹ مذکور۔ کیا ہم اس کے صحیح جواب کے منتظر رہیں (دیدہ باید)

## سنیوں کے قرآنی حرفوں کی تحریف

فرمایا۔ عزیزو؟ یاد رکھنا کہ قرآن مجید میں فاتحۃ الکتاب سورۂ فاتحہ ہے جو سات آیتوں سے زیادہ نہیں۔ مگر سنیوں کی مستند و معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکے ہاں۔ ان سات آیتوں میں بھی چار آیتوں کے حروف اور الفاظ میں ضرور تحریف واقع ہوئی ہے۔

فرمایا۔ مزے کی بات اس میں یہ ہے کہ انکے اکابر آئمہ نے یہ تسلیم کرلیا ہے۔ کہ سورۃ الفاتحہ میں کوئی ناسخ ہے۔ نہ منسوخ۔ جیسا کہ افادۃ الشیوخ مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۱۴۷ سطر ۲۔ میں علامہ صدیق حسن خاں نے بھی یہ لکھدیا ہے کہ ”سورہ فاتحہ

ایں سورہ دوبارہ فرود آمدہ بارے در مکہ مکرمہ وبارے در مدینہ منورہ حرسہما اللہ تعالے وور وے نہ ناسخ است نہ منسوخ۔ زیرا کہ اول او ثناء است واوسط حصر استعانت در خدا واخر او دعا۔" انتہی بلفظہ

یعنے سورۂ فاتحہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ تو مکہ معظمہ میں اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں۔ اور اس سورت میں نہ تو کوئی ایت ناسخ آئی ہے نہ کوئی آیت منسوخ ہوئی ہے۔ ایسا ہی تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی صـ۳۱۱ سطر ۷، النوع ۴۷ میں ہے کہ سورہ فاتحہ میں نہ ناسخ آیا ہے نہ منسوخ۔

ارشاد کیا اب اس سے صاف ثابت ہوا کہ اس پوری سورت میں نہ تو کسی آیت کا جز منسوخ ہے۔ نہ کوئی پوری اور کل آیت منسوخ ہے۔ باوجود اسکے بنا بر روایات اہلسنت اس سورت میں جہاں کہیں تغیر ہوا ہے وہ لازماً تحریف پر مبنی ہے۔ نہ تنسیخ پر۔ کیونکہ ناسخ منسوخ تو بروایات اہلسنت اس سورت میں آیا ہی نہیں۔

**تفسیر در منثور** جلد اول مطبوعہ مصر۔ صـ۱۴ سطر ۳۳ میں امام سیوطی رقمطراز ہے اخرج ابن منصور وعبد بن حمید والبخاری فی تاریخہ وابن الانباری عن ابن عباس انہ قرء اھدنا السراط بالسین انتھی بلفظہ

یعنے ابن عباس اہدنا السراط المستقیم سین کیساتھ قرأت فرماتے تھے۔ ابن انباری نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن کثیر بھی سراط۔ سین کیساتھ قرأت کرتے رہے ہیں۔ ابن ابی داؤد۔ ابن المنذر۔ عبد بن حمید۔ سعید بن منصور۔ وکیع اور ابو عبیدہ نے کہا ہے۔ کہ حضرت عمر بھی سراط سین کیساتھ قرأت کرتے رہے۔ در منثور جلد اول صـ۱۵ سطر ۳۵۔

فرمایا۔ کیوں جناب جب اس میں نہ ناسخ ہے نہ منسوخ تو سراط بالسین کیوں صراط بالصاد کے ساتھ بدل دیا گیا۔ یہ تحریف بالحرف نہیں تو کیا ہے۔ دوسری مثال بھی سن لیں۔

**ایضاً** صـ۱۳ سطر ۲۹ میں امام سیوطی نے لکھا ہے اخرج الترمذی وابن ابی الدنیا وابن الانباری کلاھما فی کتاب المصاحف عن ام سلمہ ان النبی صلعم کان یقرأ ملِکِ یوم الدین بغیر الف انتھی بلفظہ۔

یعنے اخراج کیا ہے ترمذی نے اور ابن ابی الدنیا و ابن الانباری نے کتاب المصاحف میں ام سلمہ سے کہ پیغمبر صلعم ملک یوم الدین بغیر الف کے پڑھا کرتے تھے۔

اور سطر ۳۰ میں ہے کہ ابن الانباری نے اخراج کیا ہے۔ انس بن مالک سے قراء رسول اللہ صلعم وابوبکر وعمر وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف ومعاذ بن جبل مَلِكِ یوم الدین بغیر الف

یعنی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام اور ابوبکر۔ عمر۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمان بن عوف اور معاذ بن جبل نے مَلِک یوم الدین بغیر الف کے قرائت کی ہے۔

**ایضاً** صد ۱۳ سطر ۳۶ میں تیسری روایت ابو داؤد۔ خطیب نے اخراج کی ہے۔ طریق ابن شہاب سے سعید بن المسیب اور براء بن عازب سے کہ انہوں نے کہا قرأ رسول اللہ صلعم وابوبکر وعمر مَلِكِ یوم الدین۔

فرمایا۔ کیوں صاحب فرمایئے۔ جب اکابر ائمہ اہلسنت مان چکے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ میں نہ کوئی آیت ناسخ ہے نہ منسوخ تو پھر دو جگہوں میں دو حرفوں کا تغیر یعنے سرط میں سین کا صاد سے بدل جانا اور مَلِک بلے الف میں الف زیادہ کر کے مالک بنا دینا حروف قرآنی کی تحریف نہیں تو کیا ہے۔

اس میں ایک اور بات قابل غور یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہے کہ مَلِک کو الف بڑھا دینے سے مالک بنایا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سنیوں کی روایتوں سے جہاں قرآن میں کمی کیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں زیادہ کیا جانا بھی ثابت ہوا۔ پس اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ سنیوں کے مذہب کے مطابق قرآن میں دونوں قسم کی تحریف واقع ہوئی ہے۔ یعنی اگر بعض سورتوں اور آیتوں میں کمی کیگئی ہے۔ تو بعض سورتوں میں زیادتی بھی کر دی گئی ہے۔ دیکھئے بات ہوئی نہ عوض معاوضہ گلا نہ دارد۔

# سنیوں کے قرآنی لفظوں کی تحریف

فرمایا صاحبان! سنیوں کے قرآن کے حروف کی تحریف بصورت کمی و زیادتی

دونوں قسموں سے آپ سن چکے ہیں۔ اب انکے قرآن کے لفظی تحریف کا نمونہ بھی پیش کرتا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں۔

**تفسیر در منثور جلد اول مطبوعہ مصر صہ۱۵ سطر ۳۰ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں**
اخرج وکیع و ابو عبید و سعد بن منصور و عبد حمید و ابن المنذر و ابن داؤد و ابن الانباری کلاھما فی المصاحف من طرق عن عمر بن الخطاب انہ کان یقرء سراط من انعمت علیھم غیر المغضوب وغیر الضالین انتہٰی بلفظ

یعنے حضرت عمر بن الخطاب صراط الذین انعمت علیہم کو سراط من انعمت علیہم پڑہا کرتے تھے و لا الضالین کو وغیر الضالین پڑہا کرتے تھے۔

**ایضاً صہ۱۵ سطر ۳۲ میں سیوطی لکھتے ہیں**۔ اخرج ابو عبید و عبد بن حمید و ابن ابی داؤد و ابن الانباری عن عبد اللہ بن الزبیر قرأ صراط من انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین فی الصلاۃ انتہٰی بلفظہ

یعنے عبد اللہ بن زبیر بھی من انعمت علیہم اور غیر الضالین پڑہا کرتے تھے

**ایضاً جلد ششم مطبوعہ مصر صہ۲۱۹ سطر ۷ میں امام سیوطی لکھتے ہیں**۔ کہ شافعی عبد الرزاق فریابی۔ سعید بن منصور۔ ابن ابی شیبہ۔ عبد بن حمید۔ ابن جریر۔ ابن المنذر ابن ابی حاتم۔ ابن الانباری اور بیہقی نے ابن عمر، خلیفہ زادہ سے روایت کی ہے قال ما سمعت عمر یقرؤھا قط الا فامضوا الی ذکر اللہ انتہٰی بلفظ

یعنے ابن عمر نے کہا۔ کہ میں نے حضرت عمر کو (سورۃ جمعہ میں آیہ فاسعوا الی ذکر اللہ کو) ہمیشہ فامضوا الی ذکر اللہ پڑھتے سنا ہے۔

اسی صفحہ ۲۱۹ کے سطر ۹۔ سطر ۱۰۔ سطر ۱۲۔ سطر ۱۴۔ سطر ۱۵۔ سطر ۱۶ بھی ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں مرقوم ہے کہ حضرت عمر وقت موت تک فامضوا بجائے فاسعوا الی ذکر اللہ تلاوت کرتے رہے اور یہ کہ ابن مسعود۔ ابن الزبیر۔ اور ابن عباس بھی فامضوا الی ذکر اللہ قرأت فرماتے تھے۔

ارشاد کیا۔ صاحبان؟ ان مذکورہ روائتوں سے سورہ جمعہ میں لفظ فامضوا کا۔ فاسعوا کیساتھ تبدیل ہوجانا ثابت ہے چونکہ سنیوں کے ہاں سورہ جمعہ میں۔ ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔ جیسا کہ افادۃ الشیوخ۔ فی الناسخ و منسوخ مطبوعہ محمدی لاہور صہ۴۲

سطر۳ میں مرقوم ہے کہ "سورہ جمعہ مدنی است قرطبی گفتہ در قول جمیع۔ و درو ے ہم ناسخ و منسوخ نیست"۔ جب اس سورہ میں تنسیخ نہیں ہے تو پھر لازماً ثابت ہوا کہ فامضوا کا فاسعوا سے بدل جانا تحریف ہے۔

**ایضاً** جلد ششم مطبوعہ مصر صہ ۲۲۹ سطر آخر میں علامہ سیوطی نے لکھا ہے۔ کہ عبدالرزاق۔ ابن المنذر۔ حاکم اور ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلعم قرء فطلقوھن فی قبل عدتھن انتھی بلفظہ

یعنے وسورہ طلاق پ ۲۸ ع ۱۶ میں اس وقت ہے فطلقوھن بعدتھن حالانکہ اپ پیغمبر صلعم فطلقوھن فی قبل عدتھن آیت میں پڑھا کرتے تھے فرمایا اس آیت میں لکھی قبل عدتھن کو۔ بعدتھن سے تبدیل و تحریف کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**ایضاً** جلد ششم مطبوعہ مصر صہ ۱۱۶ سطر ۲ میں سیوطی لکھتے ہیں۔ کہ احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی مع التصحیح۔ نسائی۔ ابن الانباری۔ ابن حبان۔ حاکم مع التصحیح ابن مردویہ اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ قال اقرأنی رسول اللہ صلعم انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین انتھی بلفظہ

یعنے ابن مسعود نے کہا۔ کہ پیغمبر صلعم نے مجھے پڑھایا انی انا الرزاق۔

فرمایا۔ صاحبان یہ آیت پ ۲۷ ع ۳ سورہ الذاریت) میں ہے اس وقت آیت میں ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین ہے پس اس آیت میں (انی انا) کو ان اللہ ہو کے ساتھ تبدیل و تحریف کر دیا گیا۔

فرمایا دوستو؟ غور کیا آپ نے اہلسنت کی ان روایتوں سے قرآن میں لفظی تحریف کا واقع ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ کیونکہ حضرت عمر اور عبداللہ بن زبیر من انعمت علیہم قرائت اور تلاوت کرتے رہے ہیں۔ مگر اس وقت الذین انعمت علیہم قرآن میں موجود ہے پس ایک تو لفظ مَن کو الذین کے ساتھ تبدیل و تحریف کیا گیا ہے دوسرا غیر الضالین میں لفظ غیر کو لا کے ساتھ تحریف و تبدیل کر دیا گیا۔ حالانکہ سنیوں کا یہ مسلمہ ہے کہ سورہ فاتحہ میں نہ ناسخ آیا ہے نہ منسوخ پھر ان حروف اور الفاظ میں جب تنسیخ واقع ہی نہیں ہوئی۔ تو لازماً پھر یہ ماننا پڑے گا کہ تحریف ضرور واقع ہوئی

ہے۔ اسی طرح فامضوا کو فاسعوا سے اور قبل عدتہن کو بعد تہن سے تبدیل ہونا اکابر آئمہ محدثین اور مفسرین اہلسنت خود اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان میں بھی تنسیخ کا وقوع نہ ہونا سنیوں کا مسلمہ ہے پس شرم کا مقام ہے کہ جو مذہب خود تحریف قرآن کا قائل ہو وہ دوسرے مذاہب پر کیونکر تحریف کا طعن کر سکتا ہے۔ اس ثبوت کے بعد اب انصاف کا اقتضاء یہ ہے کہ حضرات اہلسنت جماعت مسئلہ تحریف قرآن کا اعتراض اور طعن شیعوں سے واپس لیں اور بجائے شیعوں پر طعن کرنے کے۔ وہ سنیوں کے قرآن کو محرف مان لیں۔ ورنہ آج کے اس وعظ کے بعد یہ مکمل تقریر چھپکر شائع ہونے پر تمام دنیا خاصکر گریجویٹ اور تعلیم یافتہ طبقہ خود فیصلہ کرے گا۔ کہ سنیوں میں اس قدر تحریفات مختلم ہونے کے بعد آیا سنی تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ یا شیعہ۔ (عاقلان فہمیدند و مطلب رسیدند)

# سنیوں کے قرآنی آیتوں کی تحریف

فرمایا صاحبان؛ حروف اور الفاظ کی تحریف تو آپ معتمدہ کتب اہلسنت سے سن چکے۔ اب سنیوں کے قرآن کی آیتوں کی تحریف بھی سن لیں۔ چند آیتیں مثال اور نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

(۱) آیت صلوٰۃ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطٰے وقوموا للہ قانتین پ۲ ع۱۵۔ اس وقت قرآن جمع کردہ حضرت عثمان میں موجود ہے۔

یعنے اے مسلمانوں! تمام نمازوں کا عموماً اور بیچ کی نماز کا خصوصاً تحفظ کرو اور نماز میں اللہ کے آگے قنوت میں کھڑے رہو (شیعوں کا نماز میں قنوت پڑھنا اس آیت سے ثابت ہے)۔

ارشاد کیا کہ اب میں سنیوں کی مستند روایتوں سے اس آیت میں جو تحریف کی گئی ہے پیش کرتا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد اول صہ ۳۰۲ سطر ۲۱۔ میں امام سیوطی لکھتے ہیں۔ کہ تخریج کیا ہے۔ مالک۔ ابو عبیدہ۔ عبد بن حمید۔ ابو یعلٰے۔ ابن جریر۔ ابن الانباری نے فی المصاحف اور بیہقی نے سنن میں عمرو بن رافع سے قال

کنت اکتب مصحفاً لحفصتہ زوج النبی صلعم فقالت اذا بلغت ھذہ الایۃ فاذنی حافظوا علی الصلوٰۃ والصلاۃ الوسطےٰ فلما بلغتھا آذنتھا فاملت علیؐ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلاۃ الوسطیٰ وصلاۃ العصر و قوموا للّٰہ قانتین وقالت اشھد انی سمعتھا من رسول صلعم انتھیٰ بلفظہ

یعنی عمرو بن رافع نے کہا کہ حفصہ زوجہ پیغمبر صلعم کیلئے میں قرآن لکھ رہا تھا۔ کہ حفصہ نے کہا جب حافظوا علی الصلوٰۃ والصلاۃ الوسطےٰ تک پہنچو۔ تو مجھے پوچھ لینا عمرو کہتا ہے۔ جب میں اس آیت پر پہنچا۔ تو میں نے حفصہ سے استیذان کیا۔ اس وقت ام المسلمین حفصہ نے یہ آیت مجھے اس طرح املا کی کہ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلاۃ الوسطےٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا اللّٰہ قانتین۔ اور فرمایا میں شہادت دیتی ہوں کہ میں نے اس آیت کو اسی طرح رسول اللہ صلعم سے سنا ہے۔

**ایضاً** صہ ۳۰۲ سطر ۲۰ میں سیوطی نے دوسری روایت ابی یونس سے نقل کی ہے جو ام المسلمین عائشہ کے مصحف کا کاتب تھا۔ بعینہ اس کی روایت میں بھی ایسا ہی وارد ہوا ہے کہ عائشہ نے اسکو یہ آیت املا کی حافظوا علی الصلوٰۃ والصلاۃ الوسطےٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا اللّٰہ قانتین اور فرمایا عائشہ نے سمعتھا من رسول اللّٰہ صلعم۔ کہ میں نے اسی طرح اس آیت کو پیغمبر صلعم سے سنا ہے۔ اس روایت عائشہ کو تخریج کیا ہے مسلم ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ مالک احمد۔ عبد بن حمید۔ ابن جریر۔ ابن ابی داؤد۔ ابن الانباری اور بیہقی نے اپنی سنن میں۔

فرمایا۔ کیوں جناب فرمایئے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ام المسلمین حفصہ اور عائشہ کی ان دو روائیتوں سے ثابت ہے کہ آیت تحفظ صلوٰۃ میں تحریف کی گئی ہے اور "والصلوٰۃ العصر" کا جملہ اس آیت سے نکال دیا گیا ہے۔ حال آنکہ پیغمبر کی قرأت اور حفصہ و عائشہ کے مصحف میں یہ جملہ موجود تھا۔

فرمایا۔ یہ بات یاد رکھو۔ کہ بعض ضدی ہٹ دھرم لوگ لاجواب ہوکر موقع ٹال دینے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آیت میں نسخ وارد ہوئی ہے تحریف نہیں ہے سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ آیت صلوٰۃ سورہ بقرہ کی آیت ہے۔ اور با عتراف

اکابر ائمہ اہلسنت سورہ بقرہ میں زیادہ سے زیادہ ۲۶- یا ۲۷- آیتوں میں تنسیخ وارد ہوئی ہے۔ دیکھو افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ۔ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۴ سطر ۳۔ مگر اس آیت صلوٰۃ کا مطلقاً ان میں ذکر تک نہیں آیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ ائمہ اہلسنت اس آیت صلوٰۃ میں تنسیخ کے قائل نہیں ہیں۔ اور جب تنسیخ نہیں ہوئی۔ تو حفصہ اور عائشہ ام المسلمین کی مذکورہ روایات کے مطابق پھر لازماً ضرور تحریف واقع ہوئی ہے۔ اس کا کوئی جواب اہلسنت کے پاس نہیں ہے۔ فرمائیے جناب! اب تحریف قرآں کے قائل شیعہ ہوئے۔ یا سنی۔ حفصہ اور عائشہ جیسی ام المسلمین شیعہ تھیں۔ یا سنی۔ خواہ مخواہ چھیڑ کر یہ در پردہ راز بھی تم نے طشت از بام کرا ہی دیا۔ اور اب تم کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ قرضہ ادا ہو گیا۔ اور حساب بالکل بے باق۔

**نمبر ۲- آیت تبلیغ**۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس پ ۶ ع ۱۴۔ جو اس وقت قرآن میں موجود ہے۔

یعنے اے پیغمبر صلعم جو (حکم) تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ (بلا کم و کاست لوگوں کو) پہنچا دو اور اگر تم نے (ایسا) نہ کیا تو (سمجھا جائے گا کہ) تم نے خدا کا (کوئی) پیغام (بھی لوگوں کو) نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا۔

فرمایا۔ صاحبان سنیئے؟ اب میں اہلسنت ہی کی مستندلت سے بتاتا ہوں کہ آیت مجیدہ میں کہاں تحریف کی گئی ہے۔ جس سے آپ خود ہی منشاء تحریف کو سمجھ جائینگے۔

**تفسیر درِ منثور** مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۹۸ سطر ۱۰ میں امام سیوطی رقمطراز ہیں کہ اخراج کیا ہے ابن مردویہ نے ابن مسعود سے قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

یعنے ابن مسعود نے کہا۔ کہ پیغمبر صلعم کے زمانے میں ہم صحابہ اس آیت تبلیغ کو اس طرح پڑھا کرتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان

علیاً مولےٰ المومنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ مگر اس وقت اس آیت میں یہ جملہ "ان علیاً مولےٰ المومنین" موجود نہیں ہے۔

فرمایا۔ حضرات؟ فرمائیے یہ جملہ ان علیاً مولے المومنین جب عہد رسول صلعم میں اہلسنت کی روایت مذکورہ کے مطابق قرائت ہوتا رہا ہے۔ تو پھر اس کے اخراج و تحریف کا کسی کو کیا حق حاصل تھا۔ جو یہ جملہ آیت سے نکال لیا گیا۔ جب ابن مسعود سنیوں کے نزدیک راوی ثقہ۔ اور علامہ جلال الدین سیوطی بھی سنیوں کا مسلّم امام اور مصنف معتمد علیہ اور در منثور بھی انکی اِن کی معتبر اور مشہور تفسیر۔ اس پر بھی اگر تم علی کا نام قرآن سے نکال دینے کے بعد مسئلہ تحریف قرآن میں خود کو پاکدامن جتانا چاہو تو۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

ارشاد کیا عزیزو؟ یہ یاد رکھنا کہ اس کے جواب میں موقع ٹالنے کیلئے ممکن ہے کوئی یہ کہدے کہ اس آیت میں منسخ واقع ہوئی ہے۔ اس لئے یہ جملہ "ان علیاً مولی المومنین۔ اس آیت سے نکال دیا گیا۔ یہ دعوے محض غلط ہے۔ اور قابل تسلیم نہیں ہو سکتا دو وجوں سے۔

**ایک وجہ** تو یہ ہے۔ کہ آیت تبلیغ سورہ مائدہ کی آیت ہے اور محدثین و مفسرین اہلسنت نے یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ سورہ مائدہ میں زیادہ سے زیادہ ۹ آیتوں میں تنسیخ واقع ہوئی ہے۔ جیسا کہ افادۃ الشیوخ فی لناسخ والمنسوخ مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۴۴ سطر ۱۹ میں مرقوم ہے۔ مگر ان نو آیتوں میں اس آیت تبلیغ کے تنسیخ کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں منسخ قطعاً وارد نہیں ہوئی ورنہ جہاں ۹۔ آیتوں کی منسخ کا ذکر ہے۔ ضرور اس کا بھی ذکر موجود ہوتا۔ اور جب یہ ثابت ہوا کہ اس میں منسخ نہیں ہوئی۔ تو پھر لازماً یہ ماننا پڑا کہ اس آیت تبلیغ سے "ان علیاً مولے المومنین"۔ باعتراف اہلسنت تحریف کر دیا گیا ہے۔

**دوسری وجہ** یہ ہے۔ کہ مسلّمات اہلسنت سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر بمقام غدیر خم نازل ہوئی۔ اور اس میں صرف ان علیاً مولے المومنین ج

---

لہ رسالہ موعظہ غدیریہ میں تفصیل ملاحظہ ہو جو صرف اسی آیت تبلیغ ان علیاً مولے المومنین کے موضوع پر طبع اور شائع ہو چکا ہے۔ ۱۲

تبلیغ کرنے کا ایک حکم تھا۔ سو پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے باتفاق جمیع امت وہیں اسی وقت تبلیغ ولایت علی کردی تھی۔ پھر اگر تبلیغ کے بعد تنسیخ ہوتی۔ تو پوری آیت منسوخ ہوتی۔ نہ صرف ان علیًا مولی المومنین۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ جس چیز کا پہنچانا خدا کو مطلوب ہے وہ تو منسوخ ہو جائے اور اسکا حکم تبلیغ باقی رہ جائے آپ ہی بتائیں۔ کہ ایسا ناسخ و منسوخ۔ خلاف معقول مضحکہ صبیان نہیں تو کیا ہے۔ پس بمرویہ اہلسنت یہاں بھی تنسیخ نہیں بلکہ تحریف ہے۔

فرمایا۔ کیوں جناب کہئے ؟ سنیوں کی اس روایت سن لینے کے بعد تحریف قرآن کے کون قائل ہوئے سنی۔ یا شیعہ۔ کاش یہ لوگ اپنی مذہبی روایات کو پس پشت ڈال کر خواہ مخواہ دوسروں پر طعن کر کے۔ یہ ذلت نہ خریدتے۔ وضربت علیھم الذلتہ والمسکنتہ کا مصداق نہ بنتے۔

**نمبر ۳۔ آیت رجم** حضرات اہلسنت کی روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورہ احزاب کے اس نقصان عظیم میں جو تین حصے تلف کئے گئے۔ اس میں ایک مشہور آیت رجم بھی موجود تھی۔ جو تحریف کی گئی ہے۔ اور موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔

**تفسیر درمنثور** مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۱۸۰ سطر ۱۸ میں امام سیوطی نے لکھا ہے۔ کہ ابن ضریس نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے ان عمر بن الخطاب خطب الناس فقال لا تشکوا فی الرجم فانہ حق قد رجم رسول اللہ صلعم ورجم ابوبکر ورجمت ولقد ھممت ان اکتب فی المصحف فسال ابی ابن کعب عن آیۃ الرجم فقال ابی الست اتیتنی وانا استقر ئھا رسول اللہ صلعم فدفعت فی صدری وقلت التستقرئہ آیۃ الرجم وھم یتسافدون تسافد الحمر انتھی بلفظہ

یعنے حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے خطبہ میں کہا کہ تم لوگ رجم کی بابت شک نہ کرو۔ کیونکہ وہ حق ہے۔ رسول خدا صلعم نے رجم کیا۔ ابوبکر نے رجم کیا۔ اور میں نے بھی رجم کیا ہے اور میں نے ارادہ کیا کہ آیت رجم کو قرآن میں لکھدوں۔ پس میں نے اسکی بابت ابی بن کعب سے پوچھا تو کہنے لگے۔ کہ کیا تم میرے پاس اس وقت نہیں آئے تھے۔ جب کہ میں رسول خدا صلعم پر اسکو پڑھوانا چاہتا تھا۔ اور تم نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر نہیں کہا تھا۔ کہ تو رسول صلعم سے آیت رجم پڑھوانا چاہتا ہے۔ حالانکہ اصحاب

(اس کثرت و بے باکی سے جماع کرتے رہتے ہیں۔ جیسے گدھا جماع سے مراد یہاں وہ جماع حرام ہے جس سے استحقاق رجم پیدا ہو جائے)

**ایضاً جلد پنجم** صفحہ ۱۸۰ سطر (۱) میں علامہ سیوطی لکھتا ہے۔ کہ مالک۔ بخاری مسلم اور ابن ضریس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ان عمر قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد ایہا الناس ان اللہ بعث محمداً بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان فیما انزل علیہ ایۃ الرجم نقرانا ھا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ ورجم رسول اللہ صلعم ورجمنا بعدہ فاخشی ان یطول بالناس زمان فیقول قائل لا نجد ایۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللہ انتہی بلفظہ۔

یعنے کہ عمر خطاب ایک روز خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے پس حمد و ثنا الٰہی کے بعد یہ کہا کہ اے لوگو۔ خدا نے محمد صلعم کو حق کیساتھ بھیجا۔ اور اپنی کتاب ان پر نازل کی پس جو کچھ ان پر نازل کیا اس میں سے آیت رجم بھی تھی جسکو ہم نے خود پڑھا اور سنا تھا۔ اور وہ آیت یہ تھی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ اور رسول صلعم نے رجم کیا تھا اور انکے بعد ہم کرتے رہے ہیں۔ لیکن ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ دراز گذر جائے اور کہنے والے کہنے لگیں کہ ہم تو آیت رجم قرآن میں پاتے ہی نہیں پس اس سبب سے ایک فریضہ کو چھوڑ کر ضلالت میں پڑ جائیں۔

**تفسیر اتقان** مطبوعہ احمدی نوع ۲۰ م صفحہ ۱۳۱ سطر (۵) میں بھی بضمن نقصان سورہ احزاب بروایت ابی ابن کعب قرآن سے آیت رجم کا تحریف کیا جانا تسلیم کیا گیا ہے۔ زر بن حبیش کہتا ہے کہ مجھے ابی بن کعب نے کہا کنا نقرأ فیہا ایۃ الرجم قلت وما ایۃ الرجم قال اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔

ارشاد فرمایا۔ کیوں صاحبان؟ سنلیا آپ نے۔ کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر نے آیت رجم کا خدا کی طرف سے نازل ہونا اور اس کا رسول اللہ سے سننا اور اس کی قرأت کرنا اور گدھوں کی طرح جماع کرنے کی وجہ سے اس آیت رجم کا قرآن سے نکال دیا جانا اور اس آیت کو دوبارہ قرآن میں داخل کرنے کا ارادہ کرنا۔ اور آیت رجم تحریف ہو سکنے سے تارک و لیتہ

ہوکر ضلالت میں پڑ جانا خلیفۃ المسلمین حضرت عمر خود ہی تو اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ اور سنیوں کے امام الائمہ علامہ سیوطی ناقل ہیں۔ تو فرمائیے اس میں میرا کونسا قصور ہوا۔ آیت رجم کو کثرت جماع صحابہ کی وجہ تحریف انہوں نے کیا۔ یہ واقعہ تحریف بیاں بھی خود انہوں نے کیا۔ ناقل اس کے بھی خود وہی بذات شریف اور قصور وار یہ خاکسار واہ صاحب واہ؟ انصاف اسی کا نام ہے۔ آپکی دیانت کا کیا کہنا۔

**نمبر ۴۔ آیت صلوا علیہ**۔ حضرات اہلسنت کی روایات معتبرہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آیت صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں بھی تحریف واقع ہوئی ہے اور حضرت عثمان کے قرآن جمع کرنے سے پہلے اس آیت میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

**تفسیر اتقان** مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ صہ ۳۱۶ سطر ۲۰ میں ہے کہ حمیدہ بنت ابی یونس نے کہا کہ ابی نے ۸۰ برس کی عمر میں مجھے آیت پڑھکر سنائی کہ مصحف عائشہ میں یوں ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علے النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قبل ان یغیر عثمان المصاحف انتہیٰ بلفظہ

یعنے اس آیت صلوات علی النبی ہیں وسلموا تسلیما کے بعد وعلے الذین یصلون الصفوف الاول کی عبارت قرآن میں حضرت عثمان کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے موجود تھی

**تفسیر در منثور** مطبوعہ مصر جلد پنجم صہ ۲۲۰ سطر ۴ میں امام سیوطی لکھتا ہے۔ کہ ابوداؤد نے المصاحف میں حمیدہ سے روایت کی ہے کہ ام المسلمین عائشہ کے صحیفہ میں آیت یوں مرقوم ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی والذین یصلون الصفوف الاول انتہیٰ بلفظہ۔

فرمایا۔ یہ آیت مجید پ ۲۲ ع ۴ میں موجود ہے مگر یہ آخری آیت والذین یصلون الصفوف الاول موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔ اتقان والی روایت میں صاف بتایا گیا ہے کہ قرآن میں حضرت عثمان کے تغیر کرنے سے پہلے یہ "جملہ" آیت میں موجود تھا تو ثابت ہوا کہ حضرت عثمان کے تغیر کرنے سے یہ عبارت قرآن سے تحریف کر دی

گئی ہے۔ اس پربھی تحریف قرآن میں اگر تم پاکدامنی کے مدعی رہو۔ تو خیر (عما قالان فہمیدند)

**نمبر ۵۔ آیت مال** سنیوں کی معتبرہ روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ سنیوں کے قرآن میں مال کے متعلق بھی ایک آیت نازل ہوئی تھی جسکو سنیوں کے خلیفہ صاحب نے تحریف کرکے قرآن سے نکال ڈالا۔ اور اب حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے اس قرآن میں وہ آیت مال موجود نہیں ہے۔

**تفسیر اتقان** مطبوعہ مطبع احمدی نوع ۴۷ صہ ۳۱۶ سطر آخری میں مرقوم ہے کہ عبد بن صالح نے ہشام بن سعید سے اور اس نے زید بن اسلم اور اس نے عطا بن یسار سے اور اس نے ابی واقد لیثی سے روایت کی ہے قال کان رسول اللہ صلعم

اذا اوحی الیہ اتیناہ فعلمنا مما اوحی الیہ قال فجئت ذات یوم فقال ان اللہ یقول انا انزلنا المال لاقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ ولو ان لابن ادم وادیا من ذھب لاحب ان یکون الیہ الثانی ولو کان لہ الثانی لاحب ان یکون الیہما الثالث ولا یملاء ابن ادم الا التراب و یتوب اللہ علی من تاب انتہی بلفظہ

خلاصہ یہ کہ ابی واقد لیثی نے کہا کہ جب رسول خدا صلعم پر وحی نازل ہوتی۔ تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے پس حضور صلعم وہ وحی ہمیں تعلیم دیا کرتے۔ لیثی نے کہا کہ حسب معمول ایک روز جب میں پیغمبر صلعم کی خدمت میں گیا تو یہ خط کشیدہ آیت پیغمبر صلعم نے پڑھکر سنائی اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ ایسا فرماتا ہے۔

فرمایا صاحبان؟ فرمایئے کیا تم اس آیت مال کو اب موجودہ قرآن مجید میں کہیں پاتے ہو نہیں ہرگز نہیں، تو پھر ظاہر ہے کہ سنیوں کی اس روایت کے مطابق یہ آیت مال بھی سنیوں کے قرآن سے تحریف کردیگئی۔ کیونکہ اس کے منسوخ ہونے کا ذکر ناسخ و منسوخ میں کہیں موجود نہیں ہے۔ اب کہئے تحریف قرآن کا کون قائل ہوا۔ سنی یا شیعہ۔ دوستو؟ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے پمفلٹ ع۵ مطبوعہ جنوری ۱۹۲۳ء میں بعنوان "کیا رافضیوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہوسکتا ہے" شائع کرکے ہمیشہ آئندہ کے لئے اس مسئلہ تحریف کو اس موعظہ تحریف کے ذریعہ صاف کرادیا خدا آپ کو اس کی جزا خیر عنایت فرمائے۔ اب عقلمند سعید الفطرت منصف مزاج تعلیم یافتہ طبقہ خود فیصلہ کریگا کہ مسئلہ تحریف میں مصداق آپکے مطبوعہ پمفلٹ کے۔ آیا

شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں ہے۔ یا سنیوں کا۔ اور تحریف قرآن سنیوں کے مذہب اور
روایات میں ثابت ہے۔ یا شیعوں کے۔ اس قدر مواد تحریف تمہارے مذہب میں موجود
ہوتے۔ تمہارا زبانی یہ کہہ دینا کہ ہمارا فرقہ تحریف قرآن کا قائل نہیں کسی عقلمند دانا اور
بصیر کے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو۔ کہ آج کے وعظ کے بعد تمہاری
جمعیت اور مذہب کے متعلق ہر سعید الفطرت غیر متعصب تعلیم یافتہ کے زبان پر
یہ مصرعہ جاری ہوگا۔ ع

بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

**نمبر۶۔ آیت جاہدوا۔** سنیوں کی معتبرہ روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے
کہ آیت جاہدوا بھی سنیوں کے خلیفہ صاحب عثمان نے قرآن سے تحریف کر دی ہے
تفسیر **اتقان** مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ ص ۳۱۷ سطر ۱۸ میں مرقوم ہے۔ کہ
ابن ابی مریم نے نافع سے اس نے ابن عمر جمحی سے اس نے ابن ابی ملیکہ سے اس
نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا تھا قال عمر لعبد الرحمن بن عوف الم تجد فیما
انزل علینا ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرة فانا لا نجدها قال اسقطت فیما اسقط من القرآن انتهی بلفظه

یعنے حضرت عمر نے عبد الرحمان بن عوف سے کہا کہ آیت ان جاهدوا کما
جاهدتم اول مرة کو کیا تو بھی نہیں پاتا پس ہم نے (تو بہت تلاش کی) کہیں
اس آیت کا پتہ نہ ملا۔ عبد الرحمان نے کہا۔ کہ حضور یہ آیت بھی نکال دی گئی ہے۔
انہیں آیتوں کے ساتھ جو قرآن سے ساقط کی گئیں ہیں۔

**نمبر ۷-۸- دو آیتیں** اور سن لیں جو معتبرہ روایات اہلسنت کی بنا پر سنیوں
کے قرآن سے تحریف کر دی گئیں ہیں۔
**تفسیر اتقان** مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ ص ۳۱۷ سطر ۱۷ میں مرقوم ہے۔ کہ ابن
ابی مریم نے ابی لہیعہ سے اس نے یزید بن عمر معافری سے اس نے ابی سفیان کلاعی سے
روایت کی ہے کہ ان مسلمة بن مخلد الانصاری قال لهم ذات یوم اخبرونی
بآیتین من القرآن لم یکتبا فی المصحف فلم یخبروه وعندهم ابو الکنود

سعد بن مالک۔ فقال مسلمة ان الذین امنوا وهاجروا وجاهدوا فی
سبیل الله باموالهم وانفسهم الا ابشروا انتم المفلحون والذین آووهم

ونصروھم وجاھدوا عنھم القوم الذین غضب اللہ علیھم اولئک لا تعلم ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون انتھی بلفظہ

ایک روز مسلمہ بن مخلد انصاری نے ان سے کہا۔ کہ مجھے قرآن مجید کی وہ دو آیتیں بتاؤ۔ جو مصحف میں مکتوب نہیں ہوئیں ہیں۔ پس کسی نے انکو نہ بتلائیں۔ انکے پاس ابو الکنود سعد بن مالک بیٹھا ہوا تھا پس مسلمہ انصاری نے خط کشیدہ دونوں آیتیں پڑھکر سنا دیں۔

فرمایا دوستو؟ یہ خط کشیدہ دونوں آیتیں موجودہ قرآن میں موجود نہیں ہیں۔ پس مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دو آیتیں بھی سنیوں کے نزدیک قرآن میں تھیں۔ جو تحریف کر دی گئیں۔ منسوخ اس لیئے انکو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ناسخ اور منسوخ میں انکی نسخ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ پس جب منسوخ ہونا ثابت نہ ہوا۔ تو لازماً تحریف ہونا ہی انکو ماننا پڑا۔ جبکہ مذکورہ راویوں اور آئمہ محدثین نے ان کا منزل من اللہ اور آیات قرآنی ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ جو مذہب کہ اس طرح بے تحاشا آیتوں۔ لفظوں اور حرفوں کا قرآن سے نکلجانے کا بیشمار ذخیرہ موجود رکھتا ہو کیونکر ممکن ہے کہ تحریف قرآن سے انکار کر کے اپنی پاکدامنی کا دعوی کر سکے! اور بالفرض انکا ایسا جھوٹا دعوی۔ اب اس "موعظہ تحریف" کے بعد کسی محقق ناقد بصیر کے نزدیک کب وقیع اور صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس موعظہ تحریف کے بعد اب تم کو یقین کر لینا چاہیئے ع

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

## سنیوں کے قرآن میں بعض غلط آیتیں ہیں

فرمایا صاحبان؟ حضرات خلفاء و اکابر آئمہ اہلسنت نے تو یہاں تک مان لیا ہے کہ قرآن میں بعض الفاظ قواعد عربی کے لحاظ سے غلط ہیں۔ سنیئے اور اس میں غور کیجئے تاکہ مفید نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

**تفسیر در منثور** مطبوعہ مصر جلد دوم صـــ ۲۴۶ سطر ۱۵ میں امام سیوطی لکھتا ہے کہ ابو عبیدہ کتاب فضائل القرآن میں کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے ابو معاویہ نے بیان کیا۔

اور اس سے ہشام بن عروہ نے اور اس سے اس کے باپ نے قال سألت عائشۃ عن لحن القرآن ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ وان ھذان لساحران فقالت یا ابن اختی ھذا عمل الکتاب اخطؤا فی الکتاب انتھی بلفظہ

یعنے وہ کہتا ہے کہ میں نے ان آیات ان الذین امنوا والذین ہادوا والصابئون اور آیت والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ اور آیت وان ھذان لساحران کی غلطی کی بابت ام المسلمین حضرت عائشہ سے سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے فرزند! یہ کاتبوں کی خطا ہے۔ اور انہوں نے قرآن میں غلط لکھ دیا ہے۔

**ایضاً** جلد دوم صہ ۲۴۶ سطر ۲۲ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ کہ ابی داؤد نے قتادہ سے روایت کی ہے۔ ان عثمان لما دفع الیہ المصحف قال ان فیہ لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا انتھی بلفظہ

یعنے جب جامع القرآن حضرت عثمان کے سامنے قرآن پیش کیا گیا۔ تو کہنے لگے کہ اس میں غلطیاں ہیں۔ لیکن (کچھ مضائقہ نہیں) عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کر لیں گے۔

**تفسیر کبیر** مطبوعہ مصر جلد ششم صہ ۶۹ سطر (۱) میں امام فخر الدین رازی بھی لکھتے ہیں کہ ہشام نے عروہ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ انہا سئلت عن قولہ ان ھذان لساحران وعن قولہ ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون والنصاریٰ فی المائدۃ وعن قولہ لکن الراسخون فی العلم منہم الی قولہ والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ فقالت یا ابن اختی ھذا خطاء من الکاتب وروی عن عثمان انہ نظر فی المصحف فقال اری فیہ لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا انتھی بلفظہ

فرمایا۔ تقریباً عبارت اور ترجمہ وہی ہے جو سیوطی کی دونوں روایتوں کا مذکور ہوا

**تفسیر معالم التنزیل** مطبوعہ بمبئی صہ ۶۷ سطر ۲۰ میں امام بغوی نے بھی یہ ہشام بن عروہ والی روایت نقل کر کے کاتب کی غلطی سے قرآن مجید کی ان مذکورہ آیتوں کا قواعد عربیہ کے رو سے غلط ہونا تسلیم کر دیا ہے۔

درمنثور۔ جلد دوم مطبوعہ مصر صہ ۲۴۶ سطر ۱۷ میں امام سیوطی نے یہ روایت بھی نقل

کی ہے جسکو ابی داؤد نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے۔ قال فی القرآن اربعۃ احرف الصائبون والمقیمین فاصدق واکن من الصالحین وان ھذان لساحران انتھیٰ بلفظہ

یعنے قرآن میں چار الفاظ غلط ہیں والصائبون و المقیمین ۔ فاصدق واکن من الصالحین (اکون ہونا چاہیے) اور ان ھذان لساحران۔

فرمایا صاحبان؟ فرمایئے ۔ امام سیوطی۔ امام فخر الدین رازی۔ امام بغوی سنی تھے یا شیعہ خاصکر حضرت عثمان سنیوں کے خلیفہ ہیں یا شیعوں کے ۔ حضرت عائشہ کا مذہب بھی کم از کم انکے ساتھ ہی اعلان ہوجانا چاہیے۔ کیونکہ قرآن میں ان مذکورہ غلطیوں والی روائیتوں کا ان سب بزرگوں سے تعلق ہے۔ ہشام بن عروہ والی روایت تو حضرت عائشہ سے منقول ہے جس میں انہوں نے صاف اقرار کیا ہے۔ کہ "یابن اختی ھذا خطاء من الکاتب" کہ آیتوں میں جو غلطیاں رہ گئی ہیں۔ یہ کاتب کی خطا ہے۔ اور خود حضرت عثمان کی شہادت یہ ہے کہ انہوں نے ان غلطیوں کو ملاحظہ کیا اور کہدیا کہ "اری فیہ لحنا و ستقیمہ العرب بالسنتھا"۔ کہ میں اس قرآن میں غلطیاں دیکھ رہا ہوں لیکن عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کرلیں گے۔

ارشاد کیا۔ کیوں جناب فرمایئے۔ اس قرآن میں غلطیاں رہ جانی بھی میرا ہی قصور ہے۔ کہاں ہیں وہ قرآن پر ایمان رکھنے کا دعوے کرنیوالے۔ اب آکر بتائیں کہ کیا معجزہ صاحب لولاک صلعم اور خدا کی کلام پاک کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ کہ جامع قرآن اس میں صریح غلطیاں دیکھکر بھی یہ کہدے کہ "اس میں غلطیاں ہیں اور عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کرلیں گے"۔ للہ کوئی صاحب انصاف بتائے تو سہی۔ کیا قرآن پر ایمان رہنا اسی کا نام ہے۔ جس کا یہ لوگ دعوے کررہے ہیں۔ اور اپنے ایسے ایمان کے مقابلہ میں کامل الایمان گروہ (شیعوں) کو سلسلہ اشاعت نمبر ۵۔ ایک ۸ صفحہ مطبوعہ پمفلٹ کے عنوان میں "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے یا ہوسکتا ہے" ۔ لکھدیتے ہیں۔ کیا اب آئندہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ خط کشیدہ عبارت میں صرف "سنیوں" کا لفظ "رافضیوں" کی بجائے بدل دیا جائے اور باقی عبارت اسی طرح رہنے دی جائے۔ تاکہ عطائے شما بلقائے شما۔ کا پورا پورا مصداق

انپر صادق آئے۔ کیا غیرت مند کیلئے یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں۔ کہ جن کے مذہب کی بنیاد ہی ایسے غلط عقیدہ و عمل پر رکھی گئی ہو وہ کس منہ سے مذہب حق پر طعن اور حملہ کرنے کا حوصلہ کرسکتا ہے۔ شرم۔

فرمایا عزیزو! اب قرآن میں ان چار غلطیوں کو حضرت عثمان حضرت عائشہ اور اکابر علماء اہلسنت کے مان لینے اور انکی معتبرہ کتابوں میں موجود ہونا دکھا دینے کے بعد۔ تمام دنیا کے سنی علماء سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ ایت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پ۱۴ ع (۱) کا انکے پاس کیا جواب ہے۔ اس آیت میں خدائے تعالیٰ کا تو یہ دعوے ہے کہ "ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں"۔ اور سنی مسلمانوں کے خلیفہ عثمان۔ ام المسلمین عائشہ اور ہشام بن عروہ۔ ابوداؤد۔ قتادہ۔ سعید بن جبیر۔ ابوعبیدہ۔ ابومعاویہ جیسے سنی رواۃ اور امام بغوی۔ امام سیوطی! امام فخر الدین رازی جیسے سنیوں کے محدثین اور مفسرین کا دعوے۔ خدا کے دعوے حفاظت قرآن کے مقابلہ میں یہ ہے کہ "قرآن محفوظ نہیں اس میں چار غلطیاں کاتبوں کے خطا سے رہ گئیں ہیں۔ عرب خود اپنی زبان کیمطابق درست کرلیں گے"۔ اب ان دونوں دعووں میں کونسا دعوے سچا ہوسکتا ہے۔ منزل قرآن (خدا) کا یا جامع القرآن (عثمان) کا۔ براہ کرم سنیوں کی جمعیت العلماء اس طرف توجہ مبذول فرمایئے! اور خلافت کے جھگڑوں سے زیادہ اس سوال کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواب دینے کی جلد کوشش کریں۔ ورنہ سنیوں ہی کے اعتراف سے سنیوں کے غلط قرآن ہونے کا نتیجہ معلوم۔ کیا اس اہم معرکۃ الآراء اعتراض کے جواب کا ہم انتظار کریں۔ (دیدہ باید)

## حفاظت قرآن کے متعلق قائلین تحریف کا جواب

ارشاد کیا صاحبان! امید نہیں کہ یہ لوگ اس اہم اعتراض کا کوئی جواب دے سکیں۔ اچھا سنئے جو لوگ کہ قرآن کی تحریف اور اغلاط کے قائل ہیں۔ اور جنہوں نے یہ مان لیا ہے کہ سنیوں کے خلیفہ عثمان نے قرآن کے جمع ہو جانے کے بعد اغلاط قرآن کو اہل زبان عرب کے خود درست کرلینے پر قرآن میں رہنے دیا ہے۔

انکے نزدیک خدا کے حافظ قرآن ہونے کا جواب یہ ہے کہ آیت انا لہ لحافظون میں لفظ قرآن یا کتاب تو کہیں مذکور ہے نہیں۔ پھر تم اس آیت میں کیونکر قرآن کی حفاظت مراد لے سکتے ہو۔ رہا لفظ ذکر جو آیت مذکورہ میں موجود ہے جو لوگ تحریف و اغلاط قرآن کے قائل ہیں انکے نزدیک ذکر سے رسول خدا یہاں مراد ہیں۔ اور انہیں کی حفاظت کا اس آیت میں خدا نے وعدہ کیا ہے جس طرح واللہ یعصمک پ۶ رکوع ۱۴ میں آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون پ۱۴ ع (۱) میں بھی اہل الذکر سے اہل اور آل محمد صلعم مراد ہیں جن سے سوال کرنے کا امت کو حکم دیا گیا ہے۔ یہاں بھی آیت میں ذکر سے پیغمبر صلعم مراد ہیں۔ کیونکہ قرآن میں رسول صلعم کا نام ذکر ہونے پر آیت قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم ایات اللہ مبینٰت پ۲۸ ۱۸۶۔ شاہد اور گواہ ہے۔

یعنے (تم کو) آگاہ کرنے کے لئے پیغمبر (محمدؐ) کو تمہاری طرف بھیجدیا ہے۔ جو تم کو خدا کی کھلی کھلی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں (ترجمہ نذیر احمد سنی)

اب اس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن میں ذکر پیغمبر کا نام ہے جو خدا کی کھلی آیتیں پڑھکر سناتا ہے۔ اگر ذکر قرآن کا نام مان لیا جائے تو یتلوا علیکم ایات اللہ مبیّنٰت کی صفت اس پر صادق نہیں آسکتی۔ اس لئے قائلین تحریف و اغلاط قرآن کا یہہ دعوے ہے کہ ذکر پیغمبر صلعم کا مخصوص نام ہے۔ قرآن کا نام نہیں۔ پس اس دلیل سے لازم آیا۔ کہ خدا نے ذکر (محمدؐ) کے حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ نہ قرآن کا نام ذکر ہے۔ نہ اس کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اسی لئے اس قرآن میں تحریف زیادتی کمی اور اغلاط واقع ہوئیں۔

فرمایا۔ قائلین تحریف و اغلاط قرآن۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ فرضاً اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آیت انا نحن نزلنا الذکر۔ میں ذکر سے قرآن مراد ہے اور وعدہ بھی قرآن ہی کے حفاظت کا اس آیت میں کیا گیا ہے۔ تو پھر یہ کیونکر ثابت ہوا۔ کہ اس سے حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن مراد ہے۔ حضرت حفصہ یا حضرت عائشہ یا ابیؓ اور ابن مسعود وغیرہ کا قرآن کیوں نہ مراد لیا جائے۔ خاص صحیفہ عثمان کا تو آیت میں ذکر ہے نہیں۔ پھر اس کی تخصیص بلا مخصص نہیں تو کیا ہے۔ اگر ان غیر معصوم

لوگوں کے جمع کئے ہوئے قرآنوں ہی کی حفاظت انا لہ لحافظون میں مراد ہوتی
تو پھر یقین سمجھو کہ۔ ابی اور ابن مسعود کے قرآنوں کو۔ وعدہ حفاظت خدا کے باوجود
حضرت عثمان پھاڑنے اور جلانے پر قادر نہ ہو سکتے اور خود حضرت عثمان اس موجود
قرآن میں چار غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کو ویسا ہی غلط ملط رہنے نہ
دیتے اور بنا بر روایات اہلسنت کے اس کے حروف۔ کلمات۔ آیات اور سورتوں
میں تحریف واقع نہ ہونے پاتی۔ مگر جبکہ محدثین اور مفسرین اہلسنت نے موجودہ
قرآن میں ان سب باتوں کا ہونا تسلیم کر دیا ہے۔ تو پھر اس قرآن کے محفوظ
ہونے کے کیا معنے۔ اس لئے قائلین تحریف و اغلاط قرآن کے نزدیک حفاظت
کا وعدہ ایسے قرآن کے متعلق ہے۔ جو انسانی دست برد سے قطعًا محفوظ ہے
اور صرف وہی ایسا محفوظ قرآن رہ سکتا ہے جو کسی محفوظ جگہ میں رکھ دیا جائے
اور ایسے قرآن مجید کی حفاظت پر بلا تامل ہر مذہب اعتماد کر سکتا ہے۔ پس
موجودہ قرآن کی تحریف و اغلاط کے قائلین کے نزدیک خدا کے وعدہ
حفاظت کے مطابق محفوظ قرآن صرف وہی ایک قرآن ہے جسکی خود قرآن نے شہادت
دی ہے۔ بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ پ۳۰ ع ۱۰ سورہ بروج۔

یعنے۔ بلکہ یہ قرآن بڑے رتبہ کا قرآن (اور ہمارے ہاں) لوح محفوظ میں
لکھا ہوا موجود ہے

فرمایا۔ اس میں ایک حرف یا نقطہ تک غلط و مبدل و محرف نہیں ہو سکتا
آپ ہی بتائیں۔ کیا آپ لوح محفوظ والے قرآن کے محفوظ ہونے سے انکار کر سکتے
ہیں۔ اگر نہیں تو بس آیت انا لہ لحافظون کا مفہوم ثابت ہو چکا۔ یہ بات یاد
رکھنی چاہیئے کہ وعدہ لحافظون کا مفہوم عام ہے یعنی کسی خاص بات کی حفاظت
کی اس میں قید نہیں لگائی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس قرآن کی حفاظت کا
اس آیت میں وعدہ ہے اس سے مراد حفاظت تامہ عامہ ہے یعنی اس میں نہ
تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے نہ ایزاد و نقصان۔ نہ تبدیل و تحریف اور نہ وقوع
اغلاط۔ اس شان کی حفاظت لوح محفوظ والے قرآن کے سوا اور کسی قرآن
کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ بروایت حضرت عائشہ و خلیفہ عثمان جس قرآن میں

حرفوں لفظوں آیتوں اور سورتوں کے کم و زیادہ ہو جانے کے علاوہ چار غلطیاں رہ گئی ہوں۔ اس قرآن کے محفوظ ہونے کا کوئی عقلمند کیونکر دعوےٰ کر سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

# سنیوں کے قرآن سے سورہ کی تحریف

فرمایا۔ صاحبان اس طرح تو اہلسنت کی روایات سے کئی مکمل سورتوں کا قرآن سے نکل جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر اتقان میں امام سیوطی نے اور کتاب ناسخ والمنسوخ میں حسین بن منادی نے لکھا ہے وممارفع رسمہ من القرآن ولم یرفع من القلوب حفظہ سورتا القنوت فی الوتر وتسمے سورتی الخلع والحفد انتھی بلفظہ

یعنے منجملہ ان سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھا لئے گئے ہیں۔ لیکن ان کی یاد دلوں سے نہیں گئی۔ وہ دو سورے ہیں۔ جو قنوت وتر میں پڑھے جاتے تھے اور سورۃ الخلع و سورۃ الحفد کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ مگر اس وقت حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن میں ان کا نشان تک نہیں پایا جاتا۔

**دبستان المذاہب** مصنفہ ملا مرزا محسن کشمیری۔ فانی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۲۰ سطر ۷ سے ایک مکمل سورہ آپ کو سناتا ہوں جو سورہ نورین کے نام سے مشہور تھا۔ غالباً محمد صلعم اور علی علیہ السلام نورین (دو نور) سے مراد ہوں۔ کیونکہ ان نورین نیّرین کا نام لے کر اس میں انکا ذکر موجود ہے۔ بہر حال غور سے سماعت فرمائیں سورۃ یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِالنُّوْرَیْنِ اَنْزَلْنَاھُمَا عَلَیْکُمْ اٰیَاتِیْ وَیُحَذِّرَانِکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ نُوْرَانِ بَعْضُھُمَا مِنْ بَعْضٍ وَاَنَا السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اِنَّ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فِیْ اٰیَاتٍ لَھُمْ جَنَّاتُ نَعِیْمٍ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا اٰمَنُوْا بِنَقْضِھِمْ مِیْثَاقَھُمْ وَمَا عَاھَدَھُمُ الرَّسُوْلُ

عليه يقذفون في الجحيم ظلموا انفسهم وعصوا الوصي الرسول ولذلك
يسقون من حميم ان الله الذي نور السموات والارض بما شاء و
اصطفى من الملائكة وجعل من المؤمنين اولئك في خلقه يفعل
ما يشاء لا اله الا هو الرحمن الرحيم قد مكر الذين من قبلهم برسلهم
فاخذتهم بمكرهم ان اخذي شديد اليم ان الله قد اهلك عادا
وثمودا بما كسبوا وجعلهم لكم تذكرة فلا تتقون وفرعون بما
طغى على موسى واخيه هرون اغرقته ومن تبعه اجمعين ليكون
لكم اية وان اكثركم فاسقون ان الله يجمعهم في يوم الحشر فلا
يستطيعون الجواب حين يسئلون ان الجحيم ماواهم وان الله
عليم حكيم يا ايها الرسول بلغ انذاري فسوف يعلمون قد خسر الذين
كانوا عن اياتي وحكمي معرضون مثل الذين يوفون بعهدك اني
جزيتهم جنات النعيم ان الله لذو مغفرة واجر عظيم وان عليا
من المتقين وانا لنوفيه حقه يوم الدين ما نحن عن ظلمه بغافلين
وكرمناه على اهلك اجمعين فانه وذريته لصابرون وان عدوهم
امام المجرمين قل للذين كفروا بعد ما امنوا اطلبتم زينة الحيوة الدنيا
واستعجلتم بها ونسيتم ما وعدكم الله ورسوله ونقضتم العهود
من بعد توكيدها وقد ضربنا لكم الامثال لعلكم تهتدون يا ايها
الرسول قد انزلنا اليك ايات بينات فيها من يتوفاه مومنا ومن
يتوليه من بعدك يظهرون فاعرض عنهم انهم معرضون انا لهم
محضرون في يوم لا يغني عنهم شيء ولا هم يرحمون ان لهم في
جهنم مقاما عنه لا يعدلون فسبح باسم ربك وكن من الساجدين
ولقد ارسلنا موسى وهارون بما استخلف فبغوا هرون فصبر
جميل فجعلنا منهم القردة والخنازير ولعناهم الى يوم يبعثون
فاصبر فسوف يبصرون ولقد اتينا بك الحكم كالذين من قبلك
من المرسلين وجعلنا لك منهم وصيا لعلهم يرجعون ومن يتول

عن امری وانی مرجعه فلیتمتعوا بکفرهم قلیلاً فلا تسئل عن
الناکثین یا ایها الرسول قد جعلنا لک فی اعناق الذین امنوا عهداً
فخذه وکن من الشاکرین ان علیاً قانتاً باللیل ساجداً یحذر الاخرة
ویرجو ثواب ربه قل هل یستوی الذین ظلموا وهم بعذابی یعلمون
سیجعل الاغلال فی اعناقهم وهم علی اعمالهم یندمون انا
بشرناک بذریته الصالحین وانهم لامرنا لا یخلفون فعلیهم
منی صلوة ورحمة احیاء وامواتاً یوم یبعثون وعلی الذین یبغون
علیهم من بعدک غضبی انهم قوم سوء خاسرین وعلی الذین سلکوا
مسلکهم منی رحمة وهم فی الغرفات امنون والحمد لله
رب العالمین ٥

فرمایا عزیزو! سن لیا آپ نے۔ یہ ہے وہ سورۃ النورین جو مکمل قرآن سے نکال دی گئی اس میں کئی جگہ کھلے اور صاف لفظوں میں علی علیہ السلام کا نام اور اس کی وصایت رسول صلعم اور ذریت معصومہ کا ذکر موجود ہے۔ بادی النظر میں ہر عقلمند اس سورۃ مجیدہ میں ایک غائر نظر ڈالنے کے بعد یہی فیصلہ کریگا کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ سورہ من اللہ نازل ہوئی تھی اور قرآن سے نکال دی گئی تو پھر ہر سلیم العقل یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ لازماً اس سورہ کی تحریف محض اس غرض سے ہوئی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو امت اس میں منصوص الوصایت سمجھکر خلافت اور نیابت رسول صلعم کا حق دار نہ سمجھ لے اور یہ سورۃ مبارکہ خلافت اجماعیہ میں مخل اور قادح نہ ہوسکے غرض جہاں کہیں بھی کسی سورہ۔ آیتہ لفظ یا حرف قرآن میں صراحتہً یا کنایتہً حقیت یا فضیلت آئمہ اہلبیت معصومین علیہم السلام کا ذکر آیا تھا۔ وہ حرف۔ لفظ۔ نکال دیا گیا۔ یا کم از کم بدل دیا گیا۔ بیشمار آیتیں اور بعض سورتیں تحریف کردی گئیں۔ اور لطف یہ ہے کہ قرآن میں تحریف کے تمام قسموں کا واقع ہونا حضرات اہلسنت کے خلیفہ عثمان (جامع القرآن) اور ام المسلمین عائشہ حفصہ اور موثقین رواۃ اور اکابر محدثین و مفسرین نے تسلیم کر لیا ہے۔ جیسا کہ بحوالہ کتب و صفحات و سطور و مطابع ہم نے بیان کر دیا ہے۔ اب آپ کا فرض ہے کہ

ان محولہ کتب معتبرہ اہلسنت میں مطابق حوالہ ملاحظہ فرماکر ضرور اپنا اطمینان کریں۔ اس وقت آپ کا ضمیر خود فیصلہ کرے گا۔ کہ کون تحریف قرآن کا قائل ہے۔ آیا شیعوں کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔ یا سنیوں کا۔

ارشاد کیا۔ یہ میری گذارش ضرور یاد رکھیں۔ کہ میری اس تقریر کے بعد اہلسنت میں نہایت عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگا۔ غیر معمولی نقل و حرکت بھی پیدا ہوگی۔ عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ شیعوں کی کتابیں نہیں ہیں یہ سیاق و سباق چھوڑ کر درمیان کی عبارت پڑھ کر سنادی گئی ہے۔ ان آیتوں میں تنسیخ وارد ہوئی ہے۔ یہ انکا سب زبانی جمع خرچ ہیک پول ہے آپ نے ارزد آپ سن چکے ہیں کہ موقع بموقع میں ان سب باتوں کا پہلے سے ہی انسداد کرتا چلا آرہا ہوں۔ اور بتا چکا ہوں کہ سنیوں کے آئمہ محدثین تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ ان پیش کردہ محرفات میں تنسیخ وارد نہیں ہوئی ہے۔ جن آیتوں میں تنسیخ وارد ہوئی ہے۔ انکو میں نے پیش کیا ہی نہیں۔ کیونکہ جو آیتیں منسوخ ہوئیں ہیں۔ محدثین نے انکا منسوخ ہونا بھی ناسخ و منسوخ کے بیان میں لکھدیا ہوا ہے۔ افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ علامہ صدیق حسن خاں بھوپالی اور کتاب الناسخ والمنسوخ علامہ حسین بن المنادی کو ملاحظہ فرمائیں بنا بر روایات اہلسنت ان پیش کردہ محرف آیات۔ الفاظ۔ حروف اور سورتوں کا منسوخ ہونا کسی سنی محدث نے ناسخ و منسوخ کے بیان میں نہیں لکھا ہے۔ ایسی صورت میں بلا ثبوت تنسیخ اور بغیر پیش کئے مستند ناسخ کے۔ محض زبانی یہ کہدینا۔ کہ یہ تحریف نہیں بلکہ تنسیخ ہے۔ کسی طرح حجت اور قابل اعتماد نہیں ہو سکتا

فرمایا۔ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ بجائے تحریف کی جگہ تو وہ عوام فریبی کے لئے بلا ثبوت تنسیخ کہکر موقع ٹال بھی دیتے ہیں۔ مگر قرآن میں جو چار غلطیاں بقول خلیفہ عثمان ان فی القران لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا در منثور جلد دوم ص ۲۴۶ سطر ۲۲۔ تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۶۹ سطر ۱۴ کہ قرآن میں غلطیاں ہیں عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کرلیں گے۔ یہ کہکر تسلیم کرلیا ہے اور ام المسلمین عائشہ نے ھذا عمل الکتاب اخطؤا فی الکتاب تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۶۹ سطر ۱۱

درمنثور جلد دوم صہ ۲۴۶ سطر ۱۵۔ کہ ان غلطیوں کا قرآن میں رہ جانا کاتبوں کی خطاء ہے کہکر قرآن میں اغلاط کا ہونا مان لیا ہے۔ اہلسنت کے پاس اس کا قطعًا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ کیونکہ۔ اگر وہ اب قرآن کے صحیح ماننے کا دعویٰ کریں۔ تو خلیفہ صاحب اور حضرت عائشہ کی ان روایتوں میں تکذیب لازم آتی ہے۔ اور اگر انکی تصدیق کرتے ہیں۔ تو پھر سنیوں کا قرآن غلط ثابت ہوتا ہے۔ انکے لیئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا پورا مصداق اب درپیش ہے مگر خود کردہ را علاجے نیست نہ شیعوں سے چھیڑ کرتے نہ انکی مسلمات سے یہ ان کے سربستہ راز فاش ہوتے مگر اچھا ہُوا کہ یہ اہم معاملہ آج صاف تو ہو گیا اور محققین کیلئے حق و باطل میں قطعی فیصلہ کرنے کے لیئے روکاوٹیں سب دور ہو گئیں۔ اب انشاء اللہ تعالےٰ ہر شخص آسانی کیساتھ یہ سمجھ سکے گا۔ کہ وہ کونسا راستہ اپنی نجات کیلئے اختیار کرے ہر قسم کی تحریف سے محرّف اور چار غلطیوں والے سنیوں کے قرآن کا تمسک صراط مستقیم ہوسکتا ہے یا غیر محرّف اور مکمل شیعوں کے قرآن کا تمسک نجات کا باعث ہوسکتا ہے۔

ارشاد کیا۔ لو سن لیا سنیوں نے ۸ صفحہ مطبوعہ پمفلٹ نمبر ۵ کے عنوان میں "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے یا ہوسکتا ہے" شیعوں کو لکھکر۔ اپنے ہی خلیفہ عثمان اور بی اماں عائشہ کے قول سے خود بے ایمان قرآن سے ہو گئے۔ سچ ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ یہ گوشمالی اب بھول نہ جانا۔ ورنہ کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ ایک مشہور مقولہ ہے

## سنیوں کے قرآن کے مکّی سورتوں میں مدنی آیتیں اور بالعکس ہیں

فرمایا صاحبان؟ اہلسنت کی معتبرہ کتب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکے قرآن میں بعض وہ آیتیں جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ انکو مدنی سورتوں میں داخل کیا گیا ہے اور بعض مدنی آیتوں کو مکی سورتوں میں داخل کیا ہے نمونہ کے طور بحوالہ صفحہ و سطر چند مقام سناتا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں (سورۂ رعد)

تفسیر درمنثور۔ جلد چہارم مطبوعہ مصر صہ ۴۳ سطر ۹ میں امام سیوطی لکھتے

ہیں کہ ابن المنذر۔ ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کی ہے قال سورۃ الرعد مدینۃ
الا ایۃ مکیۃ ولا تزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ انتھی بلفظہ

یعنے سورۃ رعد مکمل مدینہ میں نازل ہوئی ہے مگر اس سورت میں صرف ایک آیت
ولا یزال الذین کفروا الخ مدنی آیت ہے
جسکو جامع القرآن نے خلاف ترتیب بیچ میں ٹھونس دیا ہے۔

**تفسیر کبیر** مطبوعہ مصر جلد پنجم صہ ۲۵۹ سطر اخیر میں امام رازی لکھتا ہے
سورۃ الرعد اربعون وثلاث آیات مکیۃ سوے قولہ تعالٰے ولا یزال الذین
کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ وقولہ ومن عندہ علم الکتاب قال الاصم
ھی مدینۃ بالاجماع انتھی بلفظہ

یعنے سورہ رعد ۴۳۔ آیتیں ہیں اور یہ سورہ مکی ہے سواء آیت ولا یزال الذین
کفروا۔ اور آیت ومن عندہ علم الکتاب کے کہ اصم نے کہا ہے کہ یہ مدنی
آیتیں ہیں اس پر اجماع صحابہ کا ہے۔

## (سورہ ابراہیم)

**تفسیر درمنثور** جلد چہارم مطبوعہ مصر صہ ۶۹ سطر ۳۲ میں امام سیوطی لکھتے ہیں
کہ نحاس نے اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کی کہ اس نے کہا سورۃ ابراھیم
علیہ السلام نزلت بمکۃ سوی ایتین منھا نزلت بالمدینۃ وھما الم تر الی
الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرًا انتھی بلفظہ

یعنے سورہ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ سواء دو آیتوں کے جو الم تر الی
الذین الخ ہیں یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں جو خواہ مخواہ اس میں داخل کردیگئی ہیں۔

## سورۂ حج

**تفسیر درمنثور** مطبوعہ مصر جلد چہارم صہ ۳۴۲ سطر ۳۱۔ میں امام سیوطی لکھتا
ہے کہ ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ نزل بالمدینۃ من
القرآن الحج غیر اربع ایات مکیات وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی

الی عذاب یوم عقیم انتھی بلفظہ

یعنے سورہ حج مدینہ میں نازل ہوئی۔ سوا چار آیتوں کے جو اس میں مکی ہیں۔ وما ارسلنا من قبلک سے عذاب یوم عقیم تک جن کو خلاف ترتیب مدنی میں ٹھونس دیا گیا)

**تفسیر کبیر** مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۰۶ سطر ۱۱ میں امام رازی لکھتے ہیں کہ سورۃ الحج سبعون وست ایات وھی مکیۃ الا ثلاث ایات ھذان خصمان الی قولہ صراط الحمید انتھی بلفظہ۔

یعنے سورہ حج ۷۶ آیتیں ہیں اور یہ سورہ مکی ہے مگر اس میں تین آیتیں مکی نہیں ہیں۔ ھذان خصمان سے لیکر صراط الحمید تک (یہ مدنی ہیں۔ جنکو خلاف ترتیب جامع القرآن نے جمع کیا ہے)

فرمایا عزیزو! ایک مثال مشہور ہے "دو ملاؤں میں مرغی حرام"۔ آپ نے اس میں کچھ غور کیا کہ سنیوں کے ان دونوں ملاؤں میں سورہ حج میں ضدین کا اختلاف ہو گیا۔ ملا سیوطی کی روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سورہ حج مدنی ہے۔ مگر اس میں چار آیتیں مدنی ہیں اور ملا رازی صاحب انکے بالکل خلاف سورہ حج کو مکی بتاتے ہیں۔ اب خود ہی آپ فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں سچا کون ہے۔

## سورۃ الشعراء

**تفسیر درمنثور** مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۷۷ سطر ۲ میں امام السیوطی لکھتے ہیں کہ نحاس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا سورۃ الشعراء نزلت بمکۃ سوی خمس ایات من اخرھا نزلت بالمدینۃ والشعراء یتبعھم الغاوون الی اخرھا انتھی بلفظہ

یعنے سورہ شعراء مکہ میں نازل ہوئی سوائے پانچ آیتوں کے جو اس میں مدنی ہیں آخر کے حصہ میں وہ۔ والشعراء یتبعھم الغاوون آخر تک ہے

**تفسیر کبیر** مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۵۱۰ سطر ۲ میں امام رازی لکھتے ہیں سورۃ الشعراء مکیۃ الا اربع ایات فانھا مدینۃ وھی والشعراء یتبعھم

الغاوون الی اٰخرھا انتہیٰ بلفظہ

یعنے سورہ شعراء مکی ہے۔ مگر اس میں چار آیتیں مدنی داخل کر دی گئی ہیں اور
وہ والشعرا یتبعہم الغاوون سے اخر تک ہے

افسوس جامع القرآن کو خلاف ترتیب جمع کرکے گڑبڑ مچانے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

## سورہ لقمان

**تفسیر درمنثور** مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۱۵۸ سطر ۲۹ میں امام سیوطی لکھتے ہیں کہ نحاس نے اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔ قال سورۃ لقمان نزلت بمکۃ سوی ثلاث ایات منہا نزلت بالمدینۃ ولوان مافی الارض من شجرۃ اقلام الی تمام الایات الثلاث انتہیٰ بلفظہ

یعنے سورہ لقمان مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ سوائے تین آیتوں کے جو مدینہ میں
نازل ہوئی تھیں۔ وہ اس میں داخل کر دی گئیں۔ وہ آیتیں ولوان ما فی
الارض سے آخر تین آیتوں تک ہے۔

**تفسیر کبیر** جلد ۶ صفحہ ۴۲۹ سطر ۱۴ میں امام رازی لکھتے ہیں سورہ لقمان تماماً مکی ہے سوائے دو آیتوں کے جو مدینہ میں نازل ہوئیں۔ وہ اس میں داخل کر دی گئی ہیں۔

برادران! صاحبان! بغرض نمونہ کے طور ان چار۔ پانچ سورتوں کا تغیر تقدیم و تاخیر آیات مکیہ و مدنیہ میں میں نے پیش کر دیا ہے۔ کہ مکی سورتوں میں بعض آیتیں مدنی داخل کر دی گئی ہیں۔ اور مدنی سورتوں میں بعض آیتیں مکی داخل کی گئی ہیں حالانکہ جس طرح ترتیب وار آیتیں نازل ہوتی رہی ہیں۔ اسی طرح انکو جمع بھی کیا جانا چاہیئے تھا۔ مگر قربان جائیے خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان کی اس جدت کے کہ وہ خلاف تنزیل آیات کو ترتیب دے کر قرآن جمع کر گئے ہیں۔ یہ ہے اہلسنت کے قرآن کی وہ شان جس پر وہ بڑے زور سے ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہوئے شیعوں کو تحریف و تبدیل قرآن کا الزام دیکر قرآن سے بے ایمان ہونے کا فتوے دے رہے ہیں اور بذریعہ پمفلٹ مطبوعہ اعلان کر رہے ہیں۔ کیا یہ شرم

کا مقام نہیں کہ جس مذہب کی روایات قرآن مجید کی یہ گت بنا رہی ہوں اس مذہب کے متمسکین کس منہ سے۔ دوسروں کو تحریف قرآن کے الزام میں بے ایمان ہونے کا فتویٰ دے سکتے ہیں۔ اس فتوے کے تصدق میں ہی تو یہ انکے اعتقاد وایمان بالقرآن کا پول کھولا گیا ہے جس پر وہ اب ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ کیونکہ خود کردہ را علاجے نیست

# شیعہ مسلمان قطعاً تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں

ارشاد کیا صاحبان؟۔ میں اس وقت تک تو حضرات اہلسنت کے مسلمات معتمدہ سے سنیوں کے خلفاء راشدین۔ امہات المسلمین۔ رواۃ موثقین اور اکابر محدثین اور ائمہ مفسرین کے اقوال سے ثابت کر رہا ہوں کہ سنیوں کا عقیدہ تحریف حروف۔ الفاظ۔ آیات اور سورہائے قرآن۔ کمی۔ زیادتی۔ قرآن میں اغلاط کا رہ جانا اور تقدیم و تاخیر آیات مدنی و مکی پورے حوالوں کے ساتھ کرتا چلا آیا ہوں۔ اب میں بانگ دہل اتمام پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ **شیعہ موجودہ قرآن کو منزل من اللہ غیر محرف** مانتے ہیں۔ جو شخص قرآن میں کمی زیادتی کا ہونا ہماری طرف نسبت کرتا ہے وہ کاذب اور مفتری ہے۔ تمام اصولی شیعوں کا یہی اعتقاد ہے۔ میں اپنے اس اعتقاد کے ثبوت میں حجج اسلام اور اکابر مجتہدین عظام کی تصدیقیں پیش کرتا ہوں غور سے سماعت فرمائیں اور وہی شیعوں کا قیامت تک ناقابل تغیر صحیح عقیدہ اور عمل ہے۔

نمبر (۱) **رسالہ اعتقادات** حضرت علامہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ (جو مسلمہ طور پر تمام شیعی دنیا میں اعتقادات صحیحہ مشہور ہے) مطبوعہ ایران ص ۲۹ سطر ۳ میں شیعوں کا عقیدہ قرآن مجید کے متعلق یوں مرقوم ہے۔ اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ تعالیٰ علی نبیہ محمد صلعم ھو ما بین الدفتین وھو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذالک ومبلغ سورہ عند الناس مائۃ واربع عشر سورۃ وعندنا ان الضحیٰ والم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف والم ترکیف سورۃ واحدۃ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب انتھیٰ بلفظہ۔

یعنے ہم شیعوں کا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن جسکو خدا نے اپنے پیغمبر محمد صلعم پر نازل کیا ہے جو اس وقت دو دف جلد کے اندر اور لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ یہ اس سے زیادہ نہیں تھا۔ اور اس کے سوائے لوگوں کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں لیکن ہم شیعوں کے نزدیک سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح ایک سورۃ ہے اور سورۃ لایلاف اور سورۃ الم ترکیف ایک سورۃ ہے۔ اور جو شخص کہ ہم شیعوں کی طرف یہ نسبت دے کر "ہم شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن موجودہ مقدار سے زیادہ تھا۔ وہ شخص جھوٹا کذاب اور مفتری ہے۔

فرمایئے کیوں جناب سن لیا آپ نے یہ ہے شیعوں کا اعتقاد صحیح قرآن کے متعلق فرمایئے اب تحریف قرآن کے قائل شیعہ ہوئے یا سنی۔ آخر بتایئے تو سہی کیا شیعوں پر اس جھوٹ اور صریح افترا کرنے سے تمہاری مصنوعی خلافت ثابت ہو گئی یا کہ قرآن پر تمہارے ایمان ہونے کا ثبوت ملگیا۔ کیا تمہارا قرآن پر ایمان ہونا اسی کا نام ہے کہ شیعوں کو تحریف قرآن کا اتہام کر گئے۔ پمفلٹ نمبر ۵ میں انکو بے ایمان لکھدیا جائے۔ لعنت ہے ایسے جھوٹ پر۔ دعویٰ تو کرنا قرآن پر ایمان رکھنے کا۔ اور نہ یہ آیت قرآن لعنت اللہ علے الکاذبین کی پرواہ تک نہ کرنا۔ انصاف سے کہو؟ کیا ایمان اسی روَیہ کا نام ہے اور سنیوں کا اسلام انہیں قابل نفرت اخلاق فاسدہ کی انکو تعلیم دیتا ہے۔ ھیھات ھیھات قد ضاعت العقول دکھت ارباب الفحول

نمبر (۲) تفسیر مجمع البیان۔ مطبوعہ ایران جلد اول صہ سطر ۱۲ میں علامہ طبرسی رح لکھتے ہیں اما الزیادۃ فیہ فمجمع علے بطلانہ واما النقصان فیہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان فی القرآن تغییرا ونقصانا والصحیح من مذہب اصحابنا خلافہ وھو الذی نصرہ المرتضے قدس اللہ روحہ

صفحہ ایضاً سطر ۱۲ میں لکھا ہے۔ وذکر ایضاً ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ مجموعاً مؤلفاً علے ماھو علیہ الآن واستدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس ویحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان حتی عین

على جماعة من الصحابة فى حفظهم له وانه كان يعرض على النبى ويتلى عليه وان جماعة من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود و ابى ابن كعب وغيرهما ختموا القرآن على النبى صلعم عدة ختمات و كل ذلك يدل بادنى تامل على انه كان مجموعاً مرتباً غير مبتور ولا مبثوث وذكر ان من خالف فى ذلك من الامامية و الحشوية لا يعتد بخلافهم فان الخلاف فى ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث نقلوا اخبارا ضعيفة ظنوا صحتها لا يرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع على صحته انتهى بلفظه

اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قرآن میں زیادتی کا واقع ہونا تو بالاجماع باطل اور غلط ہے۔ لیکن کمی واقع ہونے میں صرف چند شیعہ اور فرقہ حشویہ نے روایت کیا ہے۔ کہ قرآن میں تغیر اور نقصان واقع ہوا ہے۔ لیکن ہمارے مذہب (شیعوں) کا صحیح عقیدہ اس کے خلاف ہے یعنی کمی بھی قرآن میں واقع نہیں ہوئی۔ جس طرح کہ زیادتی قرآن میں واقع نہیں ہوئی ہے۔ علم الہدے سید مرتضے علیہ الرحمہ نے بھی اسی عقیدہ کی تائید کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ہی قرآن جمع کر لیا گیا تھا۔ اسی موجودہ صورت میں جیسا کہ وہ اب ہے۔ اور اسپر دلیل یہ ہے کہ پیغمبر صلعم کے زمانے میں قرآن کا باقاعدہ درس ہوتا تھا اور پڑھایا جاتا تھا۔ اور سارا قرآن حفظ کیا جاتا تھا اور صحابہ کی ایک جماعت خاص قرآن حفظ کرانے کے کام پر متعین کی گئی تھی۔ اور یہ کارروائی پیغمبر پر پیش کی جاتی رہی اور وہ حفاظ برابر پیغمبر صلعم کو قرآن سناتے رہے عبد اللہ بن مسعود۔ اور ابی بن کعب وغیرہ صحابی تو کئی مرتبہ پیغمبر صلعم کو مکمل قرآن حفظ سنا چکے تھے۔ ادنے تامل کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ سب باتیں دلالت کرتی ہیں۔ کہ یہ قرآن اسی زمانہ پیغمبر صلعم میں ہی مرتب اور جمع کر لیا گیا تھا۔ جس شخص نے بھی امامیہ و حشویہ میں سے اس کے خلاف کہا ہے۔ اس کا قول قابل اعتبار نہیں ہے۔ اور درحقیقت بات یہ ہے کہ جو لوگ بھی تحریف کے قائل ہوئے ہیں وہ اصحاب حدیث (اخباری مذہب) ہیں اور ضعیف حدیثوں

گو انہوں نے صحیح سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ضعیف حدیثوں کی بنیاد پر کسی صحیح اور یقینی الثبوت امر کو بدلا نہیں جا سکتا۔

**نمبر ۳۔ قوانین الاصول۔** مطبوعہ ایران۔ جلد اول باب ۶ بحث کتاب صہ ۳۱۵ سطر ۱۰۔ علامہ مرزا ابو القاسم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اختلفوا فی وقوع التحریف والنقصان فی القرآن وعدمہ فعن اکثر الاخباریین انہ وقع فیہ التحریف والزیادۃ والنقصان وھو الظاہر من الکلینی و شیخہ علی بن ابراھیم القمی والشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی صاحب الاحتجاج وعن السید والصدوق والمحقق الطبرسی وجمہور المجتہدین عدمہ انتہٰی بلفظہ

یعنے اس میں اختلاف ہے کہ قرآن مجید میں تحریف اور نقصان ہوا ہے یا نہیں اکثر اخباریوں (اہلحدیث غیر مقلدین) کے نزدیک تحریف۔ زیادتی اور کمی قرآن میں واقع ہوئی ہے اور یہی علامہ کلینی اور علامہ علی بن ابراہیم قمی اور صاحب احتجاج الائمہ شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی سے بھی ظاہر ہوا ہے۔ لیکن علم الہدیٰ سید مرتضےٰ۔ علامہ صدوق محمد بن بابویہ۔ محقق طبرسی محمد بن الفضل اور تمام جمہور مجتہدین شیعہ عدم تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

**نمبر ۴ تفسیر منہج الصادقین۔** مطبوعہ ایران۔ جلد اول۔ مقدمہ کتاب صہ ۵ سطر ۱۷ میں علامہ ملا فتح اللہ کاشانی طاب ثراہ لکھتے ہیں "قرآن مصئون است ومحفوظ از زیادت ونقصان۔ اما عدم زیادت مجمع علیہ علمائے امت است واما عدم نقصان جمعے از اصحاب ما وحشویہ عامہ برانند کہ در قرآن تغیر ونقصان ہست وصحیح در مذہب ما خلاف ایں است وعلم الہدے در مسائل طرابلسیات استیفائے ایں بحث کردہ وتنقیح آن نمودہ واز انجملہ آوردہ کہ علم بصحت نقل قرآن ہمچو علم است ببلدان وحوادث کبار ووقائع عظام وکتب مشہورہ واشعار مسطورہ۔ یعنی ہمچنانکہ شبہ نیست در وجود بلدان وحوادث ووقائع عظیمہ وکتب اشعار مشہورہ معروفہ ہمچنیں خفائے نیست درآں کہ قرآن بہمان طریقست کہ از نزد خدا بسید انبیاء نازل گشتہ بدون شوب زیادت

ونقص عنایات ودواعی متوافراست برنقل وحراست آں چہ قرآن معجزہ نبوی است وماخذ علوم شریعت واحکام دینیہ انتہیٰ بلفظہ۔

**نمبر (۵) کتاب البیان میں۔** علامہ شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اما الکلام فی زیادتہ ونقصانہ فمما لا یلیق بہ لان الزیادۃ فیہ مجمع علے بطلانہ والنقصان منہ فالظاہر ایضاً من مذہب المسلمین خلافہ انتہیٰ بلفظہ

یعنے قرآن کے زیادتی اور نقصان میں کلام کرنا کسی طرح مناسب ہی نہیں ہے کیونکہ قرآن کی زیادتی کے بطلان پر تو اجماع قائم ہے۔ رہا کمی کا واقع ہونا پس اس میں بھی ظاہر یہ ہے کہ مسلمانوں (شیعوں) کا مذہب قطعاً اس کے خلاف ہے

**نمبر (۶) تفسیر لوامع التنزیل** مطبوعہ لاہور۔ جلد چہاردہم صـ ۲۳ سطر ۲ (مصنفہ خاکسار مقرر) جو ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوئی ہے حسب ذیل الفاظ میں میں نے قرآن کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے "واعتقاد آنست کہ قرآن و عترت بعد از رسول بجائے رسول ہادی و راہبر برائے امت آنجناب صلعم است چہ بالضرورت واضح است کہ ہرگاہ قرآں محرّف ومتغیر المعانی متبدل الالفاظ باشد مدار دین واسلام برآں کردن چگونہ صحیح تواند شد وبر کتابے کہ سور وآیات آنرا اغیار تحریف وتبدیل۔ واحکام واوامر آنرا نعوذ باللہ تزئید وتنقیص نمودہ باشند چہ اعتبار تواند بود!"

ارشاد کیا صاحبان! یہ چند معزز حوالے اکابر حج اسلام کے کافی سے زیادہ ہیں ان سے شیعوں کا اعتقاد مسئلہ تحریف قرآن کے متعلق بالکل صاف اور عیاں ہے اور مزید بیان کا اب محتاج نہیں رہا۔ خاکسار کا اعتقاد بھی اس کے متعلق آج سے پندرہ سال پیشتر کا مطبوعہ ومشتہرہ آپ سن چکے ہیں۔ کہ تمام جمہور مجتہدین شیعہ اسی موجودہ قرآن مجید کو جو اس وقت ہم سب کے ہاتھوں میں بین الدفتین موجود ہے رسول اللہ صلعم پر منزل من اللہ ہر حیثیت سے کامل ومکمل واجب التعظیم اور مفروض العمل سمجھتے ہیں اور قوانین الاصول ومجمع البیان اور منہج وغیرہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ بعض اخباریوں نے روایات ضعیفہ کی بنا پر تحریف کا

احتمال کیا ہے۔ وہیں جس کی نسبت یہ بھی مرقوم ہے کہ ایسی ضعیف روایتیں اصولی شیعوں کے نزدیک قابل اعتماد و عمل نہیں سمجھی گئیں۔ صرف دو تین اخباریوں (غیر مقلدین) کے مخصوص خیال اور ناقابل عمل ضعیف روایات سے آپ تمام طبقہ مقلدین و جمہور مجتہدین شیعہ پر حجت قائم نہیں کر سکتے۔ خاصکر ایسی حالت میں جبکہ سینکڑوں برس سے شیعہ مجتہدین اپنی مصنفات میں عقیدہ تحریف کو باطل لکھتے چلے آرہے ہوں۔ انکی نسبت تحریف کا الزام دینا اور پمفلٹ نمبر ۵ کے ہیڈنگ میں جھوٹ اور خلاف واقع خارجی انجمن کا یہ لکھدینا کہ "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے یا ہوسکتا ہے"۔ بجائے خود خلاف دیانت بے ایمانی اور ایک ملحدانہ فعل ہے

# مصحف فاطمہ و علی علیہما السلام

ارشاد کیا صاحبان؟ بعض نادان استہزاء کے طور شیعوں پر یہ طعن بھی کیا کرتے ہیں کہ مصحف فاطمہ۔ مصحف علی۔ جفر جامع اور جفر ابیض جیسے برائے نام کتابیں بھی شیعوں میں ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو وہ کتابیں کیوں اس میں نہیں دکھائی جاتیں۔ خاصکر قرآن علی جو اس قرآن سے کچھ گونہ ہے۔ سو اس کا جواب صاف ہے کہ یہ لوگ کتب مذکورہ کو "برائے نام کتابوں" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ آج آپ کے ہاتھوں میں ان کا وجود نہیں ہے اور اپنی آنکھوں سے ان کا معائنہ و مطالعہ نہیں کر سکتے (بہت خوب) اگر ایسا ہی ہے تو آپ کو مصحف آدم و ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام و دیگر انبیاء عظام کو بھی اسی طرح برائے نام کتابوں کی فہرست میں داخل سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ان کا بھی وجود نہیں ہے

اور اگر "برائے نام" کہنے کا یہ مطلب ہے کہ فی الواقع کتب مذکورہ کا وجود نہ تھا محض فرضی نام ہیں جو آئمہ شیعہ اور انکے رواۃ کے تراشے ہوئے ہیں۔ تو آپکو پہلے اپنے ہاں اہلسنت کے ان تمام کبار علماء کی تکذیب کرنی چاہیئے۔ جنھوں نے اپنی کتابوں میں مصحف مذکورہ کا ذکر کمال وثوق کیساتھ کیا ہے اور

اصول و قواعد پر وہ کتابیں اُنکے خیال میں مبنی تھیں۔ تنگیٔ وقت کا خیال مانع ہے ورنہ میں انکی اصل عبارتیں بھی آپ کو سنا دیتا ینابیع المودۃ میں شیخ سلیمان حنفی نے انکی عبارتوں کو نقل کیا ہے (۱) درۃ المعارف مصنفہ شیخ عبد الرحمان بن محمد بن علی بن احمد البسطامی (۲) کتاب الدر المنظم مصنفہ امام کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی (۳) کتاب الدر المکنون والجوہر المصون بحل الصحیفات الجفریہ بالقواعد الجعفریہ للشیخ محی الدین العربی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ افسوس تم کو اپنی مذہبی ایسی مشہور کتابوں پر بھی عبور حاصل نہیں ہے۔ اس جہالت اور کم مائیگی پر شیعوں کو طعن کر کے تم شیعوں کا کچھ نہیں بگاڑ لے۔ مگر تمہارے طعن کے جواب میں تمہاری مذہبی ہستی مٹتی چلی جا رہی ہے۔ اب عنقریب آپ دیکھ لیں گے کہ سارا زمانہ مصحف خدا (قرآن صامت) اور عترت رسول مصطفےٰ (قرآن ناطق) پہ جمع ہو جائے گا اور مٹھاس کی چاٹ پر جمیں ہوئیں مکھیاں اب علمی بادلوں کی تیز اور تند ہوا سے سب اڑ جائیں گیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ

**قرآن علی علیہ السلام** کے متعلق بھی سن لیں کہ شیعوں کا اعتقاد صحیح اسکے متعلق حسب ذیل ہے۔

**قوانین الاصول**۔ مطبوعہ ایران جلد اول صہ ۳۱۵ سطر ۱۲ میں لکھا ہے۔

وکلام الصادق فی اعتقاداتہ ان المراد بما ورد فی الاخبار الدالۃ علی ان فی القرآن الذی جمعہ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کان زیادۃ لم تکن فی غیرہ انھا کانت من باب الاحادیث القدسیۃ لا القرآن انتہی بلفظ

یعنے حضرت علامہ صدوق علیہ الرحمہ کا کلام قرآن علی کے متعلق یہ ہے کہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ علی علیہ السلام نے جو قرآن جمع کیا تھا۔ اس میں جو زیادتی ہے وہ اس کے سواء کسی اور قرآن میں نہیں ہے وہ زیادتی نفس قرآن میں نہیں تھی۔ بلکہ اس میں احادیث قدسیہ بھی جمع کی گئیں تھیں۔"

فرمایا۔ نواب اس سے صاف ثابت ہوا کہ صحیفہ علیؑ میں بھی نفس قرآن اسی قدر تھا جو اس وقت موجود ہے۔ زیادتی احادیث قدسیہ کی تھی مگر ان نادانوں نے خواہ مخواہ کچھ کا کچھ مشہور کر دیا۔ فانھم قد ضلوا و اضلوا۔ اور انکی گمراہی

کا سبب یہ ہے۔ کہ قرآن ناطق (عترت رسول) کی پیروی! ور قرآن صامت (کتاب اللہ) پر عمل کرنا انہوں نے مطلق چھوڑا۔ اور صراط مستقیم سے منہ موڑا۔

ذرا! عزیزو؟ یاد رکھو کہ خدا نے دو چیزیں اپنے بندوں میں امانت رکھیں قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین پ ۶ ع ۷

یعنی اے لوگو! خدا کی طرف سے دو چیزیں تمہارے لئے آئیں ہیں ایک نور (محمد صلعم) دوسری کتاب (قرآن)، پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام بھی اپنے بعد کیلئے قیامت تک آنیوالی نسلوں کیلئے قرآن کو تنہا چھوڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ سنت اللہ کے مطابق امت کے تمسک اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کے لئے دو چیزیں چھوڑ جاتے ہیں جسکو محدثین اہلسنت نے حسب ذیل روایت کیا ہے

**تفسیر کبیر**۔ مطبوعہ مصر جلد سوم صہ ۴۴ سطر ۲۹ میں امام رازی لکھتے ہیں کہ ابو سعید خدری نے پیغمبر صلعم سے روایت کی ہے۔ انہ صلعم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ تعالیٰ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی انتہیٰ بلفظہ۔

**تفسیر در منثور**۔ مطبوعہ مصر جلد دوم صہ ۶۰ سطر ۲۰ میں امام سیوطی یوں رقمطراز ہے کہ احمد نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عز و جل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اھلبیتی وانھما لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض انتہیٰ بلفظہ

یعنے اے لوگو! میں اپنے دو خلیفے تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں ایک تو خدا کی کتاب (قرآن مجید) ہے جو ایک کھنچی ہوئی رسّی کی طرح ہے۔ درمیان آسمانوں اور زمین کے دوسرا خلیفہ میرا۔ عترت میری ہے جو میری اہلبیت ہے۔ یہ میرے دونوں خلیفے (قرآن اور اہلبیت محمد صلعم) ایک سے دوسرا جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے تک نہ پہنچ جائیں۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد

ارشاد کیا۔ دوستو؟ اہلسنت کی ان مذکورہ روایتوں سے خلفاء رسول کون ہوئے؟ قرآن مجید اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان معاویہ یزید وغیرہ۔ یا کہ قرآن اور عترت و

واہلبیت پیغمبر صلعم سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ تم کیوں اپنے مذہبی مسلمات کے خلاف خود ساختہ باتوں کو تو مذہب بنا لیتے ہو۔ مگر جسکے تمسک کا حکم پیغمبر اسلام دیتا ہے چھوڑ دیتے ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

فرمایا یاد رکھو! کہ خلیفتین سے خواہ کوئی امتی متمسک ہو یا منفک پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کی اس پیشینگوئی کے مطابق۔ یہ دو خلیفے حوض کوثر پر پہنچ جانے تک ایک سے دوسرا جدا نہ ہونگے۔ خارجی انجمنیں جدائی ڈالنے میں خواہ کتنی ہی جد وجہد کریں۔ خدا اور رسول کا وعدہ ٹل نہیں سکتا ہے۔

## امت کا رویہ ثقلین اور خلیفتین سے

فرمایا۔ امت بجائے اس کے کہ اس مسلمہ فریقین حدیث رسول صلعم پر بالاتفاق عامل ہوتی۔ دو گروہ میں متفرق ہو گئی۔ ایک گروہ تو قرآن کو کامل مکمل منزل من اللہ پیغمبر پر سمجھتا ہے اور اہلبیت عترت کو بھی مثل کتاب اللہ قرآن ناطق جانتا ہے۔ اگر کتاب صامت (قرآن) کو محفوظ و مصئون تحریف سے مانتا ہے۔ تو قرآن ناطق (عترت) کو محفوظ و معصوم تمام معاصی صغیرہ و کبیرہ سے جانتا ہے۔ انکی خوشی میں خوشی مناتا۔ اور غمی میں مغموم ہوتا ہے۔ جیسا کہ تمام دنیا میں سچی محبت کا اصول اور اقتضاء بھی مانا گیا ہے۔

دوسرا گروہ اگر کتاب صامت (قرآن) کے حرفوں۔ لفظوں۔ آیتوں اور سورتوں کی تحریف زیادتی اور کمی کا قائل۔ قرآن میں چار غلطیوں کے موجود ہونے کا معتقد ہے۔ تو کتاب ناطق (اہلبیت عترت) کے غیر معصوم ہونے کا قائل انکی غمی میں خوشی منانے کا معتقد ہے کیونکہ انکے نزدیک روز عاشورا یوم شہادت مظلوم کربلاء فرزند رسول مصطفےٰ عید اور یوم السرور ہے۔ اس روز خوشی منانے۔ سرمہ لگانے۔ لباس فاخرہ پہننے نقرئی تر حلوا کھانے کے لئے بذریعہ اشتہارات مطبوعہ انکی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔ روز عاشورا خاص طور پر فرزند رسول (قرآن ناطق حسین) کے غم میں ماتم کرنیوالوں کا پانی بند کیا جاتا ہے۔ سقاؤں کو پانی پلانے سے روکا جاتا ہے۔ سواری فرزند رسول

(ذوالجناح) پر پھلیرداں کو پھول دینے سے روک دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اہل ہنود کے بڑے بت ودتہرہ کی سالانہ تقریب میں یہ گروہ خوشی سے شریک ہوتا سبیلیں لگاتا اور پھول برساتا ہے۔ ایسی صورت میں محققین اب خود ہی فیصلہ کریں کہ پہلا گروہ یعنے مطیع ثقلین۔ متبع خلیفتین سچے اور حق پر ہیں۔ یا گروہ ثانی غم حسین میں خوشی منانیوالا۔ اور **قرآن میں چار غلطیاں** ماننے والا۔ ہم نے اس کا فیصلہ تمہارے ایمان اور انصاف پر چھوڑا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

# آریہ دوستوں سے خطاب

ارشاد کیا۔ صاحبان؟ آپ کو یہ اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ آج کی میری اس تقریر کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو قرآن میں تحریف کا ہونا ہے۔ یہ عقیدہ اور عمل سنی مسلمانوں کا ہے۔ کیونکہ سنیوں کی معتبرہ کتابوں سے بحوالہ صفحہ وسطر و مطبع و نام کتاب و مصنف میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ سنیوں کے خلیفہ جامع القرآن حضرت عثمان نے بقول انہیں کے موجودہ صورت میں خدا کی اس کلام پاک کو جمع کیا ہے۔ اور سنیوں کے ہی ثقہ راوی روایت کرنیوالے اور سنیوں کے ہی اکابر ائمہ محدثین و مفسرین انکی ان روایتوں کے ناقل عامل اور قائل ہیں کہ خلیفہ عثمان کے اس جمع کئے ہوئے قرآن میں تنسیخ کے علاوہ حرفوں۔ لفظوں۔ آیتوں۔ اور سورتوں کی تحریف۔ کمی۔ زیادتی۔ اور آیات کی تقدیم و تاخیر مکی اور مدنی سورتوں میں ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ ام المسلمین حضرت عائشہ اور خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان نے قرآن جمع ہو جانے کے بعد چار نحوی غلطیاں قرآن میں عمداً باقی رہنے دیں یہ کہکر کہ عرب خود اپنی زبان کے مطابق انکو درست کریں گے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

**دوسرا پہلو**۔ میری اس تقریر کا عدم تحریف قرآن ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کے متعلق شیعوں کا ہے۔ کیونکہ شیعوں کی معتبرہ کتابوں سے بھی بحوالہ نام کتاب و مصنف و مطبع و صفحہ و سطر۔ میں یہ ثابت کر چکا ہوں۔ کہ اسی موجودہ بین الدفتین

قرآنمجید کو شیعہ منزل من اللہ مانتے ہیں اور زیادتی یا کمی قرآن کے مطلق قائل نہیں ہیں۔ جن دو ایک شیعہ علمائ نے تحریف قرآن کا ذکر کیا بھی ہے۔ اولاً تو وہ نقل روایت ہے۔ نہ اظہار عقیدہ اور وہ منقولہ دو ایک روائتیں بھی تمام اکابر علماء اور جمہور مجتہدین شیعہ کے نزدیک روایات ضعیفہ ناقابل اعتماد و عمل ہیں

مزید برایں ناقلین روایات مذکورہ عموماً اخباری ہیں نہ اصولی شیعہ۔ اور انکے متعلق آپ سن ہی چکے ہیں کہ علامہ مرزا ابوالقاسم رح نے قوانین الاصول میں اور علامطبرسی نے مجمع البیان میں مفصّل کھول کر یہ بیان کر دیا ہے۔ کہ عموماً اخباری مذہب کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ان علماؤں میں سے صرف تین ایسے عالم انہوں نے پیش کئے ہیں جنہوں نے تحریف کا ذکر کیا ہے۔ غرض جس طرح اخباری تقلید کے قائل نہیں۔ اور اصولی قائل ہیں۔ اسی طرح اخباری قرآن کی تحریف کے قائل ہیں اور اصولی قائل نہیں ہیں۔ مسئلہ تقلید میں جس طرح اخباری۔ اصولیوں کے اعتقاد کے پابند نہیں مسئلہ تحریف قرآن میں اسی طرح اصولی بھی۔ اخباریوں کے اعتقاد سے متفق نہیں ہیں۔ پس جس طرح اخباریوں پر اصولیوں کے اجتہاد و تقلید کا اعتقاد حجت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اصولیوں پر یہ اخباریوں کا اعتقاد تحریف قرآن بھی حجت نہیں ہو سکتا۔

اندریں صورت میری گذارش صرف اسی قدر ہے کہ آئندہ جو صاحب خواہ ہندو ہو یا عیسائی۔ خاصکر آریہ صاحبان اگر مسئلہ تحریف قرآن پر کچھ لکھنا چاہیں۔ یا لیکچر دینا چاہیں۔ تو عقیدہ تحریف قرآن میں سب مسلمانوں کو متہم نہ کیا کریں۔ بلکہ سنی مسلمان اور شیعہ مسلمانوں کے عقیدہ کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔ کیونکہ شیعہ تحریف قرآں کے مطلق قائل نہیں ہیں۔ اور سنی قرآن میں ہر قسم کی تحریف کے قائل ہیں۔ اس لیئے وہ ایسی باتوں سے حقیقی اسلام پر کسی طرح حجت قائم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حقیقی اسلام (شیعہ مذہب) ان قابل نفرت باتوں سے ہر طرح پاک اور مبرّا ہے۔

فرمایا۔ بس سنیوں کی اس مطبوعہ تحریر کے جواب میں کہ "کیا رافضیوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔" پمفلٹ نمبر ۵ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء

مسئلہ تحریف قرآن کو بادل ناخواستہ کافی سے زیادہ دلائل قاطعہ اور حوالجات
کتب حدیث و تفاسیر معتمدہ اہلسنت جماعت سے میں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ
تحریف قرآن خاص سنیوں کا مذہب ہے اور قرآن میں ہر قسم کی تحریف کے یہ
لوگ قائل۔ ناقل اور عامل ہیں۔ اب ناظرین خود فیصلہ کریں کہ آیا سنیوں کا
ایمان قرآن پر نہیں ہے۔ یا شیعوں کا۔ نادانو؟ آؤ خدا سے ڈرو؟ آئندہ کسی
مذہب پر افترا کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ یاد رکھو کہ ایسی ناجائز باتوں سے تم خود ہی
اپنے مذہب کی ہستی مٹانے کا باعث ہو رہے ہو۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔ جو تم نے
شیعوں پر بہتان کئے افتراء باندھے۔ جب ان سربستہ رازوں کا انکشاف ہوا۔
صحابہ اور خلفاء پرستی کا راز تمہاری مسلمات سے افشا کیا گیا۔ اور طبقۂ محققین
کو بھی حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقع ملا۔ اور اس خدائے قوی و قیوم نے اس
ضعیف اور کمزور آواز کو اعلاء کلمۃ الحق میں ایسا مؤثر اور بار آور کیا۔ کہ آج
اسی کے فضل و احسان سے حق تسلیم کرنے میں آواز لبیک ہر طرف سے میرے
کانوں میں گونج رہی ہے۔ اس حیثیت سے دائرۃ الاصلاح اور معین الاسلام
دونوں انجمنوں کا ایک حد تک میں ممنون کرم ہوں۔ جنہوں نے تحقیق و انفاذ
حق کیلئے خود یہ اسباب پیدا کئے۔ جس سے خاکسار کو ایسے ما بہا النزاع
مختلف فیہا سربستہ مسائل پر تقریر و تحریر کا موقع ملگیا اور طبقۂ محققین
کو حق و باطل کے پرکھنے کا

# خاتمہ موعظہ اور برطانیہ کا شکریہ

ارشاد کیا صاحبان؟ میں بہت ہی ناشکر گذار ہوں گا۔ اگر اس کا ذکر نہ کروں
کہ ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی حکومت میں
انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون قرار پا چکی۔ جسکی نظیر اور مثال دنیا کی
کسی اور سلطنت میں نہیں ملسکتی۔

غور کرو؟ کہ تم اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کیلئے کیونکر بخوف و خطر پوری
آزادی کیسا تھ۔ آج سر میدان تقریریں اور وعظ کر رہے ہو۔ اور کس طرح ہر

قسم کے سامان اس مبارک دور مسعود عہد میں ہمیں میسر آئے ہیں۔ جو پہلے کبھی کسی حکومت میں موجود نہ ہوتے تھے۔

اسی ہندوستان کی تاریخ پر غائر نظر ڈالو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ گذشتہ غیر مسلم سلطنتوں کے عہد میں یہ حالت تھی۔ کہ مسلمان اپنی مسجدوں میں آذان تک نہیں کہہ سکتے تھے۔ اور باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات ہوتی ہی نہ تھی۔ پس یہ کس قدر شکر کا مقام ہے۔ کہ برطانیہ عظمے ان تمام عیوب اور خود غرضیوں سے پاک ہے۔ جسکو اختلاف مذاہب سے کوئی بھی اعتراض نہیں ہے۔ اور جسکا قانون ہے۔ کہ سب مذاہب آزادی کیساتھ اپنے مذہبی فرائض کو ادا کریں۔ اسلئے نیابتہً تمام شیعوں کی طرف سے برٹش سلطنت کا صمیم قلب سے میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس ایثار کا جو وہ اہل اسلام کی تربیت میں بے دریغ مرعی رکھتی ہے۔ خاصکر ہمارا فرقہ شیعہ جو تمام اسلامی سلطنتوں میں تیرہ سو برس کے ناقابل برداشت مظالم کے بعد آج اس انصاف پسند عادل سلطنت کے زیر حکومت اپنے تمام مذہبی فرائض اور مراسم تولا و تبرا کو بپابندی قانون اپنے اپنے محل وقوع میں ادا کرتے ہیں۔ اور خلاف قانون کوئی غیر روکاوٹ کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہر شیعہ کو اس احسان کے عوض میں (جو آزادی مذہبی کی صورت میں انہیں حاصل ہے) صمیم قلب سے برٹش حکومت کا رہین احسان اور شکر گذار رہنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے شرع بھی اسکو مانع نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے نوشیروان عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح اور فخر کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔

فرمایا بس اب وقت بہت گذر چکا ہے لہذا میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور صمیم قلب سے حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اپنے تحمل و استقلال سے سماعت فرمایا ؛

المقرّ علی الحائری

بحسن اہتمام کربلائی شیخ غلام علی مہتمم ...

# شیعہ کُتابیں

**احکام الرسولؐ** } انتخاب شریعت غرّاء جناب رسول خدا خاتم الانبیاءؐ کی لاکھوں حدیثوں کا
اب تک ہر فرقہ اسلام کیلئے بہتر و مفید کتاب انگریزی سے اردو زبان کے جامہ سے
آراستہ ہو کر ناظرین کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں ہر ایک قسم کی تعلیم درج ہے میرے خیال میں ہر ایک صاحب
کے پاس اس کا موجود ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ خاصکر مستورات اور بچوں کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ قیمت (۵/)

**موعظہ حسنہ الملقب بہ اظہار حقیقت بجواب رسالہ اظہار حقیقت** ۔ یہ وہی پانچ گھنٹہ کی مکمل
اور دلپذیر تقریر اور معرکۃ الآراء حکمت سے پُر موعظہ حسنہ ہے جو ۲۰ ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء بموقع بازار موچی دروازہ لاہور
میں سینیوں کے سات سوالوں کا جواب دیتے ہوئے جناب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام علامہ حائری
صاحب قبلہ نے تقریباً دس ہزار کے مجمع عام میں ۸۰ اہم کتب معتبرہ اہل سنت سے عبارتیں پڑھ کر سنائیں
اور کسی مخالف کو اعتراض کرنیکی جرأت نہ ہو سکی۔ اور علمائے اہل سنت کو اپنی مواعظ میں آج مجبوراً ان
مسائل کا اقرار کرنا پڑا موعظہ حسنہ کی مقبولیت عام ہے جو کی اس سے بہتر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ڈیڑھ ماہ کے
اندر دو ہزار کی تعداد میں فروخت ہو گیا۔ اور سوسائٹی کو اب دوسرا ایڈیشن ایک ہزار کی تعداد میں
چھاپنا پڑا۔ قیمت فی جلد صرف (۶/)

**موعظہ غدیریہ** ۔ یہ وہی تین گھنٹہ کی معرکۃ الآراء مکمل تقریر موعظہ غدیریہ ہے۔ جو ۱۸ ماہ ذی الحجہ الحرام
کو امام باڑہ خواجگان نارووالی لاہور میں عالیجناب سرکار حجۃ الاسلام نائب امام علامہ حائری صاحب قبلہ
دام ظلہ نے تقریباً پانچ ہزار کے مجمع عام میں حدیث غدیر بیان فرماتے ہوئے معتبرہ کتب اہلسنت کی عبارتیں پڑھ کر
سنائیں۔ اور تبلیغ رسالت غدیر خم کا نقشہ دکھا کر قلوب مخالفین پر ہمیشہ کے لئے کبھی نہ ٹوٹنے والی مہر
لگا دی۔ قیمت فی جلد ۵/

**موعظہ تقیہ** ۔ جس میں تقیہ کے متعلق مکمل تقریر بحوالہ اہلسنت چھپ گئی ہے۔ اس دوران تقریر میں
تین سنی حضرات نے متاثر ہو کر مجمع عام میں اپنے شیعہ ہونیکا اعلان کیا نہایت موثر اور پر معانی رسالہ ہے
قیمت فی ۵/

**ظہور ایمان فی نسب عمران الملقب ابی طالب** ۔ یہ وہ نسخہ عجوبہ ہے جس
میں شجرہ نسب سادات کو بڑی وضاحت سے لکھا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲/

**حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سکریٹری شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور**

موعظہ مباہلہ ۔ یہی معرکۃ الآراء قابل دید تقریر ہے۔ جس میں علامہ صاحب قبلہ نے حقائق علمیہ اور نکات حکمیہ کے دریا بہا دیئے ہیں۔ خصوصاً لفظ انفسنا۔ نسائنا۔ اور ابنائنا کے الفاظ
کی تشریح میں حق و باطل کے درمیان نہ ٹوٹنے والی حد فاصل باندھ دی ہے۔ قیمت ۵/

# تفسیر لوامع التنزیل تیس جلدیں

مصنفہ صدر المفسرین حجۃ الاسلام والمسلمین سرکار شریعتمدار علامہ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب لاہور۔ وہ تفسیر ہے کہ جس میں حقیقت و حقیقت قرآن و اسلام براہین عقلیہ و نقلیہ سے واضح کی گئی ہے۔ یہ تفسیر کیا ہے ایک بحر ذخار ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسکی تعریف و توصیف میں یہی بس ہے کہ اکابر مجتہدین عراق عرب و عجم اس کے جامع العلوم ہونے میں رطب اللسان ہیں۔ یہ تفسیر جملہ نکات تفسیریہ پر بکلی حاوی ہے۔ اس تفسیر نے مخالفین اسلام کی رگ حیات کو ایسے تیز حربے سے کاٹ ڈالا ہے کہ قیامت تک ایوان میں ہنگامہ آرائی کی جرأت پیدا ہی نہ ہوسکے گی۔ جملہ اعتراضوں کے جوابات محققانہ و فلسفانہ نئے رنگ میں دیئے گئے ہیں۔ درخواست کرنے پر روانہ ہوسکتی ہیں۔

## مطبوعہ جلدیں نمبر ۲-۳-۶-۸-۹-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶

**فتاوی حائری** ۔ مرتبہ آغا سید محمد رضی الرضوی حصہ پنجم ۸، حصہ ششم ۸، حصہ ہفتم ۸، حصہ ہشتم ۸، حصہ نہم ۸، حصہ دہم ۸، حصہ یازدہم ۸، حصہ دوازدہم ۸، محصول بذمہ خریدار ہوگا۔ جیسکر شائع ہوگئے ہیں۔ جسمیں معرکۃ الآراء مسائل تنازعہ فریقین پر معقولی اور منقولی بحث کی گئی ہے۔ اور ہر ایک قاطعہ کے زبردست اور تیز حربوں سے مخالفین کی رگ حیات کو ایسی طرح کاٹ ڈالا ہے کہ تا زیست ہنگامہ آرائی کی اب ان میں جرأت پیدا نہ ہوسکے گی۔ مع محصول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸عہ

**برہان المتعہ** ۔ ثبوت متعہ میں شیعہ و سنی مستندات سے قطعی فیصلہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۶/

**قاطع البرہان** ۔ علم کلام اور عقائد فرقہ حقہ شیعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶/

**تنبیہ الغافلین** ۔ پند و نصائح ۔ اور طریقہ وعظ سکھانے کا علم و قاعدہ ۔۔۔۔۔ ۶/

**بصائر الناس** ۔ علم اصول دین و فروع دین مذہب شیعہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۳/

**تحفۃ الاخیار** ۔ نجاست مشرکین و کفار کا مدلل ثبوت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴/

**تقریظات المشاہیر** ۔ عربی خطوط نویسی اور انشاپردازی کا معلم ۔۔۔۔۔۔۔ ۶/

**لمعۃ المعانی** ۔ خاک پاک کربلا پر سجدہ کرنیکا فلسفہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۳/

**بشارات احمدیہ** ۔ نبوت پیغمبرؐ، خلافت و امامت جناب امیرؑ، شہادت امام حسینؑ، انجیل و تورات سے ۔ ۳/

**میزان الاعمال** ۔ قیامت کے روز عملوں کے تولے جانے کی مفصل کیفیت ۔۔۔۔۔۔ ۴/

**ہدایات حائری** ۔ بچوں اور مستورات کی تعلیم کیلئے دینیات کا ضروری ذخیرہ ۔۔۔۔۔ ۲/

**اجوبہ زاہرہ** ۔ سنیوں کے متعدد معرکۃ الآراء اعتراضوں کا دندان شکن جواب ۔ ۲/

**تحفۃ المسلمین** ۔ عیسائیوں کے مشکل اعتراضوں کا مدلل جواب ۔۔۔۔۔۔۔ ۴/

**سیف صارم** ۔ صحیح النسب اور مشکوک النسب سادات کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔ ۲/

**منہج المعاد** ۔ سرکار علامہ حائری قبلہ کے مقلدین کیلئے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، طلاق وغیرہ ۶/

**المذبوح** ۔ امام حسینؑ کے قاتل سب سنی تھے ۔ مکمل اور مدلل ثبوت ۔۔۔۔۔۔۔ ۲/

**الذبیح** ۔ حسینؑ کی شہادت کے آثار ۔ اور اعتراضوں کے دندان شکن جواب ۔۔۔۔۔۔ ۲/

**برہان البیان** ۔ خلافت بلا فصل علیؑ کا ثبوت اور خلافت اجماعیہ کا بطلان ۔ ۳/

**رویائے صادقہ** ۔ سچی خوابوں کا بیان ۸/ ۔ نفی الرویت ۔ دیدار خدا محال ہونیکا مدلل ثبوت ۲/

**نفی الاجبار** ۔ خدا کے عادل ہونے اور مسئلہ قضا و قدر، خیر و شر کی توضیح ۔ ۲/

ملنے کا پتہ:- **سید ابوالفضل رضوی القمی محلہ شیعان موچی دروازہ لاہور**